11
22
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۹ مئی ۱۹۴۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور
ہدیہ چار آنے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد میں اشعار نہ پڑھو

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ وَ اَنْ يُّنْشَدَ فِيْهِ الْاَشْعَارُ وَ اَنْ تُقَامَ فِيْهِ الْحُدُوْدُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ فِيْ سُنَنِهٖ وَ صَاحِبُ جَامِعِ الْاُصُوْلِ فِيْهِ عَنْ حَكِيْمٍ وَ فِي الْمَصَابِيْحِ عَنْ جَابِرٍ۔

ترجمہ۔ حکیم بن حزامؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قصاص لینے اشعار پڑھنے اور حدود قائم کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ساری زمین مسجد ہے

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةُ وَالْحَمَّامُ

(رواہ ابوداؤد والترمذی والدارمی)

ترجمہ۔ ابوسعیدؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ساری زمین مسجد ہے۔ مگر مقبرہ اور حمام کہ ان میں نماز درست نہیں۔

سات جگہ نماز نہ پڑھو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلّٰى فِيْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِي الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَ قَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَفِي الْحَمَّامِ وَفِيْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ

(رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مقامات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ کوڑی پر یعنی جہاں ناپاک چیزیں ڈالی جائیں۔ جانوروں کے ذبح کرنے کی جگہ۔ مقبرہ میں۔ راستہ کے درمیان میں حمام میں۔ اونٹوں کے بندھنے کی جگہ اور خانہ کعبہ کی چھت پر۔

بکریوں کے بندھنے کی جگہ نماز پڑھو

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوْا فِيْ اَعْطَانِ الْاِبِلِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بکریوں کے بندھنے کی جگہ نماز پڑھو اور اونٹوں کے بندھنے کی جگہ نہ پڑھو

مسجد میں باتیں نہ کرو

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَّكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ فِيْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ۔ حسنؒ سے بطریق مرسل روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ دنیا کی باتیں مسجدوں کے اندر کریں گے۔ پس اس وقت تم ان لوگوں میں نہ بیٹھنا۔ خدا کو ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔

مسجد میں باتیں کرنیکی ممانعت

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِذْهَبْ فَاْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهٗ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا قَالَا مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میں مسجد میں سو رہا تھا۔ کہ ایک شخص نے میرے ایک کنکری ماری۔ میں نے دیکھا۔ تو وہ عمر ابن الخطابؓ تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ جاؤ ان دونوں آدمیوں کو بلا لاؤ (جو مسجد میں بلند آواز سے باتیں کر رہے تھے) میں ان کو بلا لایا۔ عمرؓ نے پوچھا۔ تم کون ہو۔ یا کہاں کے رہنے والے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ عمرؓ نے کہا۔ کہ اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں زور زور سے باتیں کرتے ہو۔

مسجد میں داخل ہونے کی دعا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَ سُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ قَالَ فَاِذَا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّيْطٰنُ حُفِظَ مِنِّيْ سَائِرَ الْيَوْمِ

(رواہ ابوداؤد)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا مانگتے۔ اعوذ باللہ العظیم و بوجہہ الکریم وسلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم یعنی پناہ مانگتا ہوں اللہ کے ذریعہ اس بزرگ و برتر ذات کے واسطے اور اس کی قدیم سلطنت کے ذریعہ شیطان رجیم سے اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ جو مسلمان ان کلمات کو کہتا ہے مسجد میں داخل ہوتے وقت تو شیطان کہتا ہے محفوظ رہا یہ شخص میرے شر سے سارا دن۔

ساری زمین مسجد ہے

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْاَرْضِ اَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَيْثُ مَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ سب سے پہلے زمین پر کونسی مسجد بنائی گئی۔ فرمایا مسجد حرام۔ میں نے عرض کیا اور اسکے بعد۔ فرمایا مسجد اقصےٰ۔ میں نے پوچھا ان دونوں مسجدوں کی تعمیر کے درمیان کتنا فرق تھا۔ فرمایا چالیس سال۔ اسکے بعد فرمایا اور اب تو ساری زمین

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۵۹ء | شمارہ ۴۰

قانونی اصلاحات

انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور کی اشاعت مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۵۹ء میں "ایڈیٹر کے نام خطوط" کے کالموں میں ایبٹ آباد کے ایک وکیل کی چٹھی شائع ہوئی ہے۔ جس میں انہوں نے بڑی صاف گوئی سے کام لیا ہے۔ اور اپنے پیشہ کی بدعنوانیوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کا علاج بھی تجویز کیا ہے اُن کی چٹھی کا ترجمہ ہدیہ قارئین ہے

جب تک کہ موجودہ قانونی صفائی کا طریق کار رائج ہے۔ انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔ میں پندرہ سال سے وکالت کر رہا ہوں اس لئے میں اس پیشہ کے حسن و قبح کے متعلق وثوق کے ساتھ کچھ کہہ سکتا ہوں۔ کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا کہ

۱۔ انصاف کی دیوی کو ہمارے ہاتھوں ہی سب سے زیادہ گہرے زخم لگائے جاتے ہیں۔

۲۔ ہر قاتل۔ ڈاکو۔ چور۔ دغاباز یا غلط کار ہماری اہلیت۔ علم اور ضمیر کو خرید سکتا ہے۔

۳۔ ہم اپنے مؤکل کے فائدے کے لئے خواہ وہ کتنا ہی غلط ہو۔ واقعات کو توڑ موڑ کر پیش کرتے ہیں۔

۴۔ ہم اپنے گواہوں کو پڑھاتے ہیں اور ان کو اس امر کے لیے تیار کرتے ہیں۔ کہ وہ حلفیہ اور قرآن اُٹھا کر جھوٹ بولیں۔

۵۔ ہم فریق مخالف کے سادہ لوح گواہوں کو بھٹکانے اور پریشان کرتے ہیں۔

۶۔ ہم عدالتوں کو بھی بہکانے کی کوشش کرتے ہیں۔

۷۔ ہم جھوٹے سے جھوٹے مقدمات جیتنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے ضمیر کی آواز کو کچل دیتے ہیں۔

اس کے بعد وکیل صاحب موصوف نے قانونی کمیشن کے سامنے تجویز پیش کی ہے۔ کہ وہ مقدمات فیصل کرنے کے اسلامی طریق کار کو اپنائے اُن کا خیال ہے کہ یہ طریق کار اشتراکی چین میں بھی رائج کر دیا گیا ہے۔ ان کی رائے میں ایک قاضی ہو جس کی مدد کے لئے ایک میر عدل اور ایک مفتی ہو۔ یہ دونوں وکیل ہوں۔ یہ وکیل گورنمنٹ کے تنخواہ دار ملازم ہوں۔ ان کے ذمہ کام یہ ہو کہ وہ فریقین کے مقدمات اکٹھے بیٹھ کر یا علیحدہ علیحدہ ملاحظہ کریں اور اس کے بعد عدالت کے سامنے پیش کریں۔ وہ عدالت کو مقدمہ کے حق میں کوائف کے متعلق رائے دیں۔ فریقین کورٹ فیس کے ساتھ ان وکیلوں کی فیس بھی سرکاری خزانہ میں جمع کرائیں۔ (انتہیٰ)

اسلام پیغام رحمت ہے۔ دنیا دانستہ یا نادانستہ اس پیغام رحمت کو اپنا رہی ہے۔ جہاں کہیں بھی آپ کو کوئی خوبی نظر آئے گی۔ وہ اسلام ہی کی خوشہ چینی کا نتیجہ ہوگی۔ لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے تہذیب مغرب کی مصنوعی چمک دمک سے متاثر ہو کر اسلام کی فطری روشنی کو گم کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم آج گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور ہمیں منزلِ مقصود نظر نہیں آتی۔ ہماری موجودہ حکومت نے قانونی اصلاحات کے لئے ایک کمیشن مقرر کر رکھا ہے۔ ایک تجربہ کار وکیل کی یہ تجاویز اس کمیشن کے لئے سرمۂ بصیرت بن سکتی ہیں۔

ہم قانونی کمیشن سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان تجاویز پر ہمدردانہ غور کرے اور ان کو اپنانے کی سفارشات کرے۔ ملک کو اگر قانون کی موجودہ پیچیدگیوں سے نجات دلانی ہے۔ تو اُس کا واحد علاج یہ ہے۔ کہ اسلام کا سادہ اور آسان طریق کار بلا کسی جھجک کے اپنا لیا جائے۔ اگر اشتراکی چین اس کو اپنانے میں کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو اپنے ملک کی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہو کر اس طریق کار کو اپنانے میں لیت و لعل کرے۔

صدر مملکت جا بجا اپنی تقریروں میں اسلام کی سادہ تعلیم کا درس دیتے پھرتے ہیں۔ ایک تجربہ کار وکیل کی تجاویز ان کے لئے چراغ راہ کا کام دے سکتی ہیں۔ خدا کرے کہ وہ اسلام کو اپنانے کی بسم اللہ قانونی اصلاحات سے کر دیں۔ اگر کسی وجہ سے وہ پس و پیش کریں۔ تو قوم یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہوگی کہ وہ بھی اپنے پیشروؤں کی طرح اسلام کو اپنی مطلب براری کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور اس طرح اسلام کا منہ چڑا رہے ہیں

رشوت کی گرم بازاری

۲۳ مئی ۱۹۵۹ء کے اخبارات میں سمگلروں کے بادشاہ قاسم بھٹی کا بیان شائع ہوا ہے۔ یہ بیان انہوں نے بحیثیت ایک ملزم کے اس فوجی عدالت میں دیا ہے جس میں انکے خلاف سمگلنگ کے سلسلہ میں مقدمہ چل رہا ہے۔ اس بیان میں اُنہوں نے بڑے بڑے سرکاری ملازموں پر جو الزامات لگائے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ رشوت کی وبا سرکاری ملازمین میں کہاں تک سرایت کر چکی ہے۔ ایک ہزار روپیہ سے لیکر ساٹھ ہزار روپیہ تک حسب عہدہ قاسم بھٹی نے ان ملازمین کو رشوت کے طور پر دیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ملزم کا بیان بلا حلف ہوتا ہے۔ اس لئے اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ سمگلنگ کے کاروبار اور دوسرے جرائم محکمہ کسٹم اور پولیس کی مرضی کے بغیر سرزد نہیں ہو سکتے قاسم بھٹی کو تو کراچی کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ وہ بدنام ترین سمگلر ہے۔

باقی صفحہ ۱۶ پر

حجاج سے

از عبدالحمید شوق بورسٹل جیل لاہور

بزرگو! عابدو!! معبودِ برحق کے پرستارو
خدا کے اولیں گھر کی زیارت پر مبارک ہو

تمہاری زندگی پر آج سب کو رشک آتا ہے
جو آتا ہے وہی دل سے دعائیں مانگ جاتا ہے

تمہارا زندگی کے جام کو پینا مبارک ہو
تمہیں یوں کامیاب و کامراں جینا مبارک ہو

تمہیں آقائے مدنی کی زیارت پر مبارک ہو
مبارک ہو زیارت کی سعادت پر مبارک ہو

تمہیں دیدار حاصل ہو گیا مکے مدینے کا!
خوشا قسمت کہ مطلب پا لیا ہے تم نے جینے کا

خدا نے اس زمیں میں رحمۃ للعالمین بھیجا
جہاں ظلمت ہی ظلمت تھی رسول اللہ وہیں بھیجا

محمدؐ ہی تو ہے جو بارگاہِ حق کا محرم ہے
محمد مصطفےٰ کا نام ہی تو اسمِ اعظم ہے!

عرب کی سرزمیں ہی بس ہدایت کا کیا ساماں
پئے نوعِ بشر اترا ہدایت کے لئے قرآں

وہ قرآں جو برائی سے ہر انساں کو بچاتا ہے
وہ قرآں جو خدا سے اس کے بندوں کو ملاتا ہے

زہے قسمت کہ تم نے پاک روضے کی زیارت کی
مدینے کی مساجد میں عبادت کی ریاضت کی!

سراسر دولتِ ایماں سے مالا مال ہو آئے
غریب و بے کس و بے حال تھے خوشحال ہو آئے

تمہارا قلبِ صافی نور سے معمور ہو جائے
تمہارا حج بفضلِ ایزدی منظور ہو جائے

درِ رحمت اگر مجھ پر بھی اک دن باز ہو جائے
مرے مولا نصیبِ شوق یہ اعزاز ہو جائے

پہلے حضرت قبلہ نے مندرجہ ذیل خطبہ ۲۲ مئی ۱۹۵۹ء کے جمعہ کیلئے تحریر فرمایا۔ اور اسی موضوع پر تقریر کرنی تھی۔ لیکن بعد میں وقت کے ایک اہم مسئلہ پر تقریر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ وہ تقریر ضبط کر کے حضرت قبلہ کو سنا دی گئی ہے۔ اور اسی شمارہ میں ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔ اسے خطبۂ جمعہ تصور کیا جائے اور ذیل کا خطبہ بھی تبرکاً پیش کیا جا رہا ہے ——— (ادارہ) ———

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

قیامت کے دن انسانوں کی ۲ دو قسمیں

پہلی وہ لوگ جو عذاب الٰہی سے بچ کر بہشت میں پہنچ جانیوالے ہونگے

قرآن مجید کی اصطلاح میں انہیں مفلحون کہا جاتا ہے

۲ دوسری۔ وہ لوگ جو ہمیشہ کیلئے دوزخ میں داخل کر دیئے جائینگے

قرآن مجید میں مفلحون کا ذکر

قرآن مجید کی اصطلاح میں پہلی قسم والوں کو مفلحون کہا جاتا ہے یعنی عذاب الٰہی سے نجات پانیوالے۔ قرآن مجید میں سے بعض ایسے مقامات پیش کیے جاتے ہیں۔ جن میں مفلحون کا ذکر آیا ہے۔ اور ساتھ ہی ان کی فلاح (نجات) کے اسباب بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

پہلا مقام

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ؕ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (سورۃ البقرہ رکوع ۱ پارہ ۱)

ترجمہ۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا۔ اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

دوزخ سے نجات پانے والوں کی ۶ چھ صفتیں

مذکورۃ الصدر آیتوں میں دوزخ سے نجات پانے والوں کی چھ صفتیں ذکر کی گئی ہیں۔ پہلی اللہ تعالےٰ کے فرمان پر بن دیکھے ایمان لے آتے ہیں (یعنی مان جاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وہ ٹھیک ہے۔) ۲ دوسری باقاعدہ (پانچوں وقت کی) نماز ادا کرتے ہیں۔ ۳ تیسری اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے محض اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ (یعنی اس خرچ کرنے میں لوگوں کا دکھلاوا یا ان سے شاباش لینا۔ یا واہ واہ کرانا یا الیکشن میں امیدوار بن کر لوگوں سے ووٹ حاصل کرنا مقصود نہیں ہے)۔ ۴ چوتھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو احکام نازل ہوئے ہیں۔ انہیں بھی مانتے ہیں۔ ۵ پانچویں اور حضور انورؐ سے پہلے جو کچھ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں۔ ۶ چھٹی قیامت کی آمد کو بھی دل سے مانتے ہیں۔

غور سے پڑھیں

برادران اسلام۔ مرد ہوں یا عورتیں سب سے اپیل کرتا ہوں کہ گزشتہ سطور کو غور سے پڑھیں اگر عذاب الٰہی سے بچنے کی آرزو ہے۔ تو مذکورۃ الصدر چھ صفتیں اپنے اندر پیدا کریں۔ وہ چھ صفتیں عربی سے اردو میں ترجمہ کر کے مسلمانوں کی خدمت میں پیش کر دی گئی ہیں۔ تاکہ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں یہ عذر نہ کر سکیں کہ اے اللہ ہمیں تو ان چھ صفتوں سے متصف ہو کر تیرے حضور میں حاضر ہونے کا علم ہی نہیں تھا۔

دوسرا مقام

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (سورہ آل عمران رکوع ۱۱ پ ۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برے کاموں سے روکتی رہے اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ یعنی تقوی۔ اعتصام بحبل اللہ، اتحاد و اتفاق۔ قومی زندگی، اسلامی مواخات۔ یہ سب چیزیں اس وقت باقی رہ سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں میں ایک جماعت خاص دعوت و ارشاد کے لئے قائم رہے۔ اس کا وظیفہ یہ ہی ہو کہ اپنے قول و عمل سے دنیا کو قرآن و سنت کی طرف بلائے اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سست یا برائیوں میں مبتلا دیکھے۔ اس وقت بھلائی کی طرف متوجہ کرنے اور برائی سے روکنے میں اپنے مقدور کے موافق کوتاہی نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام وہی حضرات کر سکتے ہیں۔ جو معروف و منکر کا علم رکھتے اور کتاب و سنۃ سے باخبر ہونے کے ساتھ ہی ذی ہوش اور موقع شناس ہوں۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل

آدمی معروف کو منکر یا منکر کو معروف خیال کرکے بجائے اصلاح کے سارا نظام ہی مختل کر دے۔ یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے جو اس سے بھی زیادہ منکرات کے حدوث کا موجب ہو جائے۔ یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کے موقعہ پر نرمی برتنے لگے۔ شاید اسی لئے مسلمانوں میں سے ایک مخصوص جماعت کو اس منصب پر مامور کیا جو ہر طرح دعوت الی الخیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہل ہو۔ حدیث میں ہے کہ جب لوگ منکرات میں پھنس جائیں اور کوئی روکنے والا نہ ہو تو عام عذاب آنے کا اندیشہ ہے۔ باقی یہ کہ کن احوال و اوقات میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ترک میں آدمی معذور سمجھا جا سکتا ہے اور کن مواقع میں واجب یا مستحب ہے۔ اس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ ابوبکر رازی نے "احکام القرآن" میں اس پر نہایت مبسوط کلام کیا ہے۔ فلیراجع

تیسرا مقام

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ٥ - (سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸)

ترجمہ۔ اور واقعی اس (قیامت کے) دن (اعمال کا) وزن بھی ہوگا۔ پھر جس شخص کا (نیکیوں کا) پلّہ بھاری ہوگا۔ سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے (یعنی بہشت میں جائیں گے)

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کا اس آیت پر حاشیہ ملاحظہ ہو۔ "قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن دیکھا جائے گا۔ جن کے اعمال قلبیہ و اعمال جوارح وزنی ہونگے۔ وہ کامیاب ہیں اور جن کا وزن ہلکا رہا۔ وہ خسارہ میں رہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "ہر شخص کے عمل وزن کے موافق لکھے جاتے ہیں ایک ہی کام ہے۔ اگر اخلاص و محبت سے حکم شرعی کے مطابق کیا اور برمحل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے یا ریس کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا آخرت میں وہ کاغذ تلیں گے۔ جس کے نیک کام بھاری ہوئے۔ تو برائیوں سے درگزر ہوا۔ اور ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اعمال جو اس وقت اعراض ہیں وہاں اعیان کی صورت میں مجسّد کر دیئے جائیں گے۔ اور خود ان ہی اعمال کو تولا جائے گا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ہمارے اعمال تو غیر قارالذات اعراض ہیں۔ جن کا ہر جزء وقوع میں آنے کے ساتھ ہی ساتھ معدوم ہوتا رہتا ہے۔ پھر ان کا جمع ہونا اور تلنا کیا معنی رکھتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ گراموفون میں آج کل لمبی چوڑی تقریریں بند کی جاتی ہیں۔ کیا وہ تقریریں اعراض میں سے نہیں۔ جن کا ایک حرف ہماری زبان سے اس وقت ادا ہو سکتا ہے۔ جب اس سے پہلا حرف نکل کر فنا ہو جائے پھر یہ تقریر کا سارا مجموعہ گراموفون میں کس طرح جمع ہو گیا؟ اسی سے سمجھ لو کہ جو خدا گراموفون کے موجد کا بھی موجد ہے۔ اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ ہمارے کل اعمال کے مکمل ریکارڈ تیار رکھے جس میں سے ایک شوشہ اور ذرہ بھی غائب نہ ہو۔ رہا ان کا وزن کیا جانا۔ تو نصوص سے ہم کو اس قدر معلوم ہو چکا ہے کہ وزن ایسی میزان (ترازو) کے ذریعہ سے ہوگا۔ جس میں کفتین اور لسان وغیرہ موجود ہیں۔ لیکن وہ میزان اور اس کے دونوں پلّے کس نوعیت و کیفیت کے ہوں گے۔ اور اس سے وزن معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہوگا۔ ان باتوں کا احاطہ کرنا ہماری عقول و افہام کی رسائی سے باہر ہے اسی لئے ان کے جاننے کی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی۔ بلکہ ایک میزان کیا۔ اس عالم کی جتنی چیزیں ہیں۔ بجز اسکے کہ ان کے نام ہم سن لیں اور ان کا کچھ اجمالی سا مفہوم جو قرآن و سنت نے بیان کر دیا ہو۔ عقیدہ میں رکھیں اس سے زاید تفصیلات پر مطلع ہونا ہماری حد پرواز سے خارج ہے۔ کیونکہ جن نوامیس و قوانین کے ماتحت اس عالم کا وجود اور نظم و نسق ہوگا۔ ان پر ہم اس عالم میں رہتے ہوئے کچھ دسترس نہیں پا سکتے اسی دنیا کی میزانوں کو دیکھ لو۔ کتنی قسم کی ہیں۔ ایک میزان وہ ہے جس سے سونا چاندی یا موتی تلتے ہیں۔ ایک میزان سے غلہ اور سوختہ وزن کیا جاتا ہے۔ ایک میزان عام ریلوے سٹیشنوں پر ہوتی ہے جس سے مسافروں کا سامان تولتے ہیں ان کے سوا "مقیاس الھواء" یا "مقیاس الحرارۃ" وغیرہ بھی ایک طرح کی میزانیں ہیں۔ جن سے ہوا اور حرارت وغیرہ کے درجات معلوم ہوتے ہیں تھرمامیٹر ہمارے بدن کی اندرونی حرارت کو جو اعراض میں سے ہے۔ تول کر بتلاتا ہے کہ اس وقت ہمارے جسم میں اتنے ڈگری حرارت پائی جاتی ہے۔ جب دنیا میں بیسیوں قسم کی جسمانی میزانیں ہم مشاہدہ کرتے ہیں جن سے اعیان و اعراض کے اوزان و درجات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے تو اس قادر مطلق کے لئے کیا مشکل ہے کہ ایک ایسی حسّی میزان قائم کر دے۔ جس سے ہمارے اعمال کے اوزان و درجات کا تفاوت صورۃً و حساً ظاہر ہوتا ہو۔"

اعمال قلبیہ اور اعمال جوارح

گذشتہ سطور کی ابتداء میں حضرت شیخ الاسلام کی تحریر میں "اعمال قلبیہ اور اعمال جوارح" کے دو لفظ آئے ہیں۔ ان کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ انسان کے ہر عمل کی بارگاہ الٰہی میں قبولیت یا عدم قبولیت کا مدار دل کے ارادہ پر موقوف ہے اگر اس عمل میں فقط اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی رضا کی دل میں نفی موجود ہے تو دل کی اس حالت کو اخلاص کہا جاتا ہے۔ اس نیت والا عمل بارگاہ الٰہی میں قبول بھی ہوگا۔ اور اس کا آخرت میں اجر بھی ملیگا۔ اور اگر اسی عمل میں جو بظاہر نیکی ہے۔ لوگوں کا دکھلاوا مطلوب ہے۔ تاکہ لوگ مجھے اچھا سمجھیں اور ایسے کاموں کے باعث لوگوں کے دلوں

ں میری عزت ہو تو یہ کام اگرچہ ظاہر نیکی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے بلکہ یہ شخص بارگاہ الٰہی میں مجرم ہے۔ کیونکہ اس کی نیت میں اخلاص نہیں ہے۔ بلکہ ریاء (لوگوں کا دکھلاوا) ہے۔ اللھم لا تجعلنا من المرائین

حدیث شریف سے تائید

میری سابقہ سطور کی حدیث شریف سے تائید ملاحظہ ہو:۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہارے مالوں کو دیکھتا ہے۔ بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے

تشریح

یعنی اگر کوئی مرد یا عورت خوبصورت ہو، تو اس کی ظاہری صورت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی انسان بڑا مالدار ہے تو مالدار ہونے کے لحاظ سے بارگاہ الٰہی میں اس کی کوئی قدر و قیمت اور عزت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے کہ تمہارے دل میں دنیا کی زندگی کے ہر کام میں رضا الٰہی حاصل کرنے کا جذبہ موجود ہے یا نہیں اور اس انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے یا نہیں۔ تاکہ اس کی وجہ سے ایسے کاموں سے پرہیز کرتا ہو۔ جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہو۔ لہذا اللہ تعالیٰ اس انسان سے راضی ہوتا ہے۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کا ڈر موجود ہے۔ ورنہ خوبصورتی اور دولت کے لحاظ سے اسکی بارگاہ میں انسان کی کوئی قیمت اور کوئی حیثیت نہیں ہے

چوتھا مقام

ورحمتی وسعت کل شیء فساکتبھا للذین یتقون و یؤتون الزکوۃ والذین ھم بایٰتنا یؤمنون ۝ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبٰئث ویضع عنھم اصرھم والاغلٰل التی کانت علیھم فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون ۝ (سورہ الاعراف رکوع ۱۹ پ ۹)

ترجمہ۔ اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہے۔ جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے۔ اور برے کام سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی۔ اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

نجات پانے والوں کی آٹھ صفتیں

مذکورۃ الصدر دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات حاصل کرنے والوں کی آٹھ صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔ انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ جس شخص سے ڈرتا ہے اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں نے اس کے حکم کی مخالفت کی تو وہ مجھے مارے گا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا ڈر جن انسانوں کے دل میں ہوتا ہے۔ وہ اس کے احکام کی مخالفت اپنی ذلت اور اپنی بے عزتی کے باعث نہیں کرتے۔ ایسے لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی گرفت اور سزا سے بچ جاتے ہیں۔ دوسری ان لوگوں کو مال کے کاروبار میں جو نفع ہوتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کا فضل خیال کرتے ہیں۔ اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے مال میں جو حصہ اس کے مفلس اور نادار انسانوں پر خرچ کرنے کا حکم کرتا ہے اسے طیب خاطر سے بجا لاتے ہیں تیسری اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کو (جو قرآن مجید میں نازل شدہ ہیں) دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ چوتھی۔ جو لوگ زندگی کے ہر معاملہ میں بجائے اپنے عقلی ڈھکوسلوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی تابعداری کرتے ہیں۔ پانچویں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے جو فرمان الٰہی آئے اسے دل سے مان لیتے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر سمجھتے ہیں۔ چھٹی۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتے ہیں۔ ساتویں اور اللہ تعالیٰ کے دین کی بہتری کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ممکن امداد (درمے قدمے) کرتے ہیں۔ آٹھویں آسمان سے جو نور الٰہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے یعنی قرآن مجید۔ ان سے متعلقہ جو احکام اس میں پائے جاتے ہیں۔ بلا چون و چرا ان کی تعمیل کرتے ہیں۔

ہر مسلمان

کا فرض ہے خواہ مرد ہو یا عورت اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کیلئے مذکورۃ الصدر آٹھ صفتوں کے پروگرام کو پیش نظر رکھے اور ان صفتوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کی پوری کوشش کرے۔ ورنہ قیامت کے دن مسلمانوں کا یہ عذر نہیں ہو سکے گا۔ کہ اے اللہ تیرا قرآن مجید عربی زبان میں تھا اور ہم لوگ اردو زبان کو آسانی سمجھ سکتے تھے۔ اس زبان میں ہمیں تیرا پیغام کسی نے پہنچایا نہیں تھا

اہالیان لاہور کے عذر کا جواب

اگر باشندگان لاہور قیامت کے دن یہ عذر بارگاہ الٰہی میں پیش کریں کہ اے اللہ ہمیں تو اس کا پتہ نہیں تھا کہ تیرا نازل کردہ قرآن مجید لاہور میں کون ترجمہ کرکے سناتا ہے تو اس کا یہ جواب مل سکے گا۔ کہ جسمانی بیماری کے علاج کے لئے تم لندن سے تیار ہو کر آنے والی دوا سارے لاہور میں چکر لگا کر انگریزی دوا فروشوں سے تو لے آتے تھے۔ اگر تمہیں قیامت کے دن کے حساب و کتاب کا ڈر ہوتا تو تم لاہور میں قرآن شریف کا ترجمہ سنانے والے انسان کو تلاش کرتے۔ تو تمہیں پتہ نہیں مل سکتا تھا، کہ کون شخص سناتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ نہ تمہارے دل میں خوف خدا تھا اور نہ تم لوگ فرمان الٰہی یعنی قرآن مجید کی ضرورت ہی محسوس کرتے تھے۔ لہذا آج تمہیں اس لاپرواہی اور احکام خداوندی کی مخالفت کی سزا مل کر رہے گی اور اس جہان میں ہر قسم کے مجرموں کی سزا کا ایک ہی مقام ہے جس کا نام دوزخ ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

پانچواں مقام

وَ يَقُولُونَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُولِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ النور رکوع ۶ پ ۱۸)

ترجمہ - اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہو گئے۔ پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ ان میں فیصلہ کرے تبھی ایک گروہ ان میں سے منہ موڑنے والے ہیں اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف) گردن جھکائے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں۔ اس سے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کرے گا۔ بلکہ وہی ظالم ہیں۔ مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی روشنی میں فیصلہ کرنے کے لئے بلائے جائیں اور وہ فوراً سر تسلیم خم کرکے اس فیصلہ کو ماننے کے لئے حاضر ہو جائیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانے والے ہیں۔

اپیل

برادران اسلام سے دوستانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہر معاملہ میں کتاب و سنت کے فیصلہ کو تسلیم کر لیا کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے والوں کی فہرست میں شامل کر لئے جائیں۔ وما علینا الا البلاغ

چھٹا مقام

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ الروم ع ۴ پ ۲۱)

ترجمہ - پھر رشتہ دار اور محتاج اور مسافر کو اس کا حق دے۔ یہ بہتر ہے ان کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں کی زندگی کا نصب العین یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے تو ان کا فرض ہے کہ ہر حقدار کا حق ادا کرنے کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔ خواہ وہ حقدار اپنا رشتہ دار ہو یا غیر ہو۔

وہ لوگ جو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے

پہلا شاہد

وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (سورۃ النساء ع ۲ پ ۴)

ترجمہ - اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے نکل جائے۔ اسے آگ میں ڈالے گا۔ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی تمام احکام مذکورہ سابقہ متعلق حقوق یتامیٰ اور وصیت اور میراث اللہ کے مقرر فرمودہ ضابطے اور قاعدے ہیں اور جو کوئی اطاعت کرے گا احکام الٰہی کی۔ جن میں حکم وصیت و میراث بھی داخل ہے۔ اس کے لئے ہمیشہ کو جنت ہے۔ اور جو کوئی نافرمانی کرے گا۔ اور حدود خداوندی سے بالکل خارج ہو جائے گا۔ وہ ہمیشہ کو ذلت کے ساتھ عذاب جہنم میں گرفتار رہے گا۔ اللھم لا تجعلنا منھم

دوسرا شاہد

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۱۲ پ ۴)

ترجمہ - بیشک جو لوگ کافر ہیں۔ انکے مال اور اولاد اللہ کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آئیں گے۔ اور وہی لوگ دوزخی ہیں وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

کافروں کی دو قسمیں

پہلی - کافروں کی دو قسمیں ہیں - پہلی

قسم میں وہ لوگ آتے ہیں جو اسلام کو اپنا مذہب تسلیم کرنے سے صاف انکار کرتے ہیں۔ نہ وہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے ہیں۔ نہ اللہ تعالےٰ کو وحدہٗ لاشریک لہٗ معبود مانتے ہیں۔ نہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالےٰ کا رسولؐ تسلیم کرتے ہیں اور نہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا فرمان مانتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اور ضروریاتِ اسلام کا بھی انکار کرتے ہیں۔

دوسری

کلمہ توحید بھی پڑھتے ہیں۔ زبان سے اللہ تعالےٰ کی الوہیت کا بھی اقرار کرتے ہیں اور رسول خدا کے رسولؐ ہونے کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ قرآن مجید کو اللہ تعالےٰ کی کلام پاک بھی مانتے ہیں۔ مگر صدیق اکبرؓ کے خلافت کے زمانے کے لوگوں کی طرح بعض احکام الٰہی جو قرآن مجید میں موجود ہیں ان کے تسلیم کرنے سے صاف انکار کرتے ہیں۔ یہ لوگ پہلی قسم کے کافروں کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے۔

ان لوگوں کی مثال

انگریز کی سلطنت کے زمانہ میں مسلمانوں کے بعض خاندان ایسے تھے جو صاف طور پر اور کھلے الفاظ میں کہا کرتے تھے۔ کہ ہم مال میراث کے تقسیم کرنے میں اسلامی شریعت کے پابند نہیں ہیں۔ بلکہ رواج کے پابند ہیں۔ یعنی جس طرح اسلام قبول کرنے سے پہلے ہمارے خاندان میں یہ دستور تھا کہ مال میراث میں فقط لڑکوں کو حصہ دیا جاتا تھا۔ اور میت کی لڑکیاں کو محروم رکھا جاتا تھا۔ اسی طرح اسلام لانے کے بعد بھی ہم اسلام کے اور احکام کو مانتے ہیں۔ مگر اس حکم کے تسلیم کرنے سے صاف انکار کرتے ہیں۔

اس رسم کے ثبوت

میں آپ کو اسی پنجاب کے مختلف خاندانوں کے ایسے واقعات ملیں گے کہ بہنوئی نے اپنے سالے پر خسر کے مرنے کے بعد اپنی بیوی کا حق طلب کیا ہے۔ (جو اس کے سالے کی سگی بہن ہے) اور مقدمہ عدالت میں پیش کر دیا ہے۔ اور سالے نے عدالت میں گواہ پیش کر دیئے ہیں کہ ہمارے خاندان میں باپ کی جائیداد میں سے لڑکیوں کو حصہ دینے کا رواج ہی نہیں ہے۔ اور عدالت میں گواہ بھگتا دیئے۔ کہ جب میرا دادا مرا تھا تو میرے باپ اور چچا نے میری پھوپھی کو جائیداد میں سے حصہ نہیں دیا تھا۔ چنانچہ ایسے گواہ بھگتنے کے بعد عدالت نے بہنوئی کا مقدمہ خارج کر دیا۔ ایسے لوگوں کو

شریعت الٰہیہ مرتد قرار دیتی ہے

کیونکہ ان لوگوں نے قرآن مجید کا صریح حکم ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اس لئے یہ لوگ مرتد ہیں اور یہ بھی کافروں کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

قرآن مجید میں ایسے مرتدین کا ذکر

ملاحظہ ہو۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ○ (سورۃ البقرہ ع ۱۰ پ ۱)

ترجمہ۔ کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصے کا انکار کرتے ہو۔ پھر جو تم میں سے ایسا کرے۔ اس کی یہی سزا ہے۔ کہ دنیا میں ذلیل ہو اور قیامت کے دن بھی سخت عذاب میں دھکیلے جائیں۔ اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔

اگرچہ شان نزول خاص ہے مگر حکم عام ہے

اگرچہ در اصل قرآن مجید میں یہ آیتیں یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی تھیں۔ مگر ان کا حکم عام ہے کہ جو شخص قرآن مجید کے بعض احکام کو تسلیم کرے اور بعض کا انکار کرے تو اس کے متعلق بھی یہی فیصلہ ہوگا۔ جو یہودیوں کے حق میں ہوا ہے۔

اگر حکم الٰہی کے تسلیم کرنے سے انکار نہ کیا جائے

یعنی دل سے اس حکم کو تسلیم کرے۔ اور زبان سے بھی مان لے۔ مگر عمل کرنے میں لیت ولعل کرے تو ایسے لوگ مرتد نہیں کہلائیں گے۔ بلکہ فاسق کہلائیں گے۔ فاسق کے لئے خالد فی النار یعنی دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی سزا نہیں ہے۔ جتنا عرصہ اس کے دوزخ میں رہنے کے لئے اللہ تعالےٰ فیصلہ کرے گا۔ اتنا عرصہ رہے گا۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے ایسے مجرم دوزخ سے نکال دیئے جائیں گے

تیسرا شاہد

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف ع ۴ پ ۸)

ترجمہ:۔ اے آدم کی اولاد اگر تم میں سے تمہارے پاس آئیں جو تمہیں میری آیتیں سنائیں۔ پھر جو شخص ڈریگا اور اصلاح کرے گا۔ ایسوں پر کوئی خوف نہ ہوگا۔ اور نہ وہ غم کھائینگے۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا۔ وہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح ان آیات پر تحریر فرماتے ہیں۔ ابن جریر نے ابو یسار سلمی سے نقل کیا ہے کہ یہ خطاب یبنی ادم اما یاتینکم الخ کل اولاد آدم کو عالم ارواح میں ہوا تھا۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے قلنا اهبطوا منها جمیعًا فاما یاتینکم منی هدًی الخ۔ اور بعض محققین کے نزدیک جو خطاب ہر زمانہ میں ہر قوم کو ہوتا رہا۔ یہ اس کی حکایت ہے۔ میرے نزدیک دو رکوع پہلے سے جو مضمون

چلا آ رہا ہے۔ اس کی ترتیب و تنسیق خود ظاہر کرتی ہے۔ کہ جب آدم و حوا اپنے اصلی مسکن "جنت" سے جہاں ان کو آزادی و فراخی کے ساتھ بلا روک ٹوک زندگی بسر کرنے کا حکم دیا جا چکا تھا۔ عارضی طور پر محروم کر دیئے گئے تو انکی مخلصانہ توبہ و انابت پر نظر کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس حرمان کی تلافی اور تمام اولاد آدم کو اپنی آبائی میراث واپس دلانے کے لئے کچھ ہدایات کی جائیں۔ چنانچہ ہبوط آدم کا قصہ ختم کرنے کے بعد معاً یابنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا الخ سے خطاب شروع فرما کر تین چار رکوع تک ان ہی ہدایات کا مسلسل بیان ہوا ہے۔ ان آیات میں کل اولاد آدم کو بیک وقت موجود تسلیم کرکے عام خطاب کیا گیا ہے کہ جنت سے نکلنے کے بعد ہم نے بہشتی لباس و طعام کی جگہ تمہارے لئے زمینی لباس و طعام کی تدبیر فرما دی۔ گو جنت کی خوشحالی اور بیفکری یہاں میسر نہیں۔ تاہم ہر قسم کی راحت و آسائش کے سامان سے منتفع ہونے کا تم کو موقع دیا۔ تاکہ تم یہاں رہ کر اطمینان سے اپنا مسکن اصلی اور آبائی ترکہ واپس لینے کی تدبیر کر سکو۔ چاہیئے کہ شیطان لعین کے مکر و فریب سے ہشیار رہو کہیں ہمیشہ کے لئے تم کو اس میراث سے محروم نہ کر دے۔ بیحیائی اور اثم و عدوان سے بچو۔ اخلاص و عبودیت کا راستہ اختیار کرو۔ خدا کی نعمتوں سے تمتع کرو۔ مگر جو حدود و قیود مالک حقیقی نے عائد کر دی ہیں۔ ان سے تجاوز نہ کرو۔ پھر دیکھو۔ ہر قوم اپنی اپنی مدت موعودہ پوری کرکے کس طرح اپنے ٹھکانہ پر پہنچ جاتی ہے۔ اس اثنا میں اگر خدا کسی وقت تم ہی میں سے اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے۔ جو خدا کی آیات پڑھ کر سنائیں جن سے تم کو اپنے باپ کی اصلی میراث "جنت" حاصل کرنے کی ترغیب و تذکیر ہو اور مالک حقیقی کی خوشنودی کی راہیں معلوم ہوں۔ ان کی پیروی اور مدد کرو۔ خدا سے ڈر کر برے کاموں کو چھوڑو اور اعمال صالحہ ص

شوکت سلطان زاہدی گوجرانوالہ

لا الٰہ الا اللہ ہے

ہے مومنوں کی غذا لا الٰہ الا اللہ پڑھو بصدق و صفا لا الٰہ الا اللہ

یہی ہے حب رضا لا الٰہ الا اللہ یہی ہے راز بقا لا الٰہ الا اللہ

نہیں یہ شیوۂ مرد خدا کہ دل سے وہ بھلا دے یاد خدا لا الٰہ الا اللہ

ہزار کفر کی ظلمت ہو دہر میں لیکن ہے شمع نور ہدیٰ لا الٰہ الا اللہ

یہ آج کل کی نہیں اختراع زمانے کی لکھا ازل سے گیا لا الٰہ الا اللہ

ثبوت وحدت حق ہے عیاں جو الا اللہ سے تو نفیٔ غیر بنا لا الٰہ الا اللہ

رموز دین متیں بھی اسی میں مضمر ہے جو سمجھے کوئی ذرا لا الٰہ الا اللہ

علاج تنگیٔ داماں بھی ہے نہاں اس میں ہے درد دل کی دوا لا الٰہ الا اللہ

بہت سے ذکر ہیں دنیا میں اور بھی لیکن ہے سب میں ذکر سوا لا الٰہ الا اللہ

حضور ساقیٔ کوثر نے حوض کوثر سے دیا ہے جام بقا لا الٰہ الا اللہ

خدا کے سامنے جاؤں جو حشر میں شوکت
تو جاؤں کہتا ہوا لا الٰہ الا اللہ

صرص اختیار کرو تو پھر تمہارا مستقبل بالکل بے خوف و خطر ہے۔ تم ایسے مقام پر پہنچ جاؤ گے۔ جہاں سکھ اور امن و اطمینان کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں۔ ہاں اگر ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور تکبر کرکے ان پر عمل کرنے سے کترائے۔ تو مسکن اصلی اور آبائی میراث سے دائمی محرومی اور ابدی عذاب و ہلاکت کے سوا کچھ نہ ملے گا" وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۱ مئی سنہ ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى
اَمَّا بَعْد آج کا عنوان ہے :-

اللہ جل شانہٗ کے پاک نام اللہ ھُو کی برکت سے ایک بہت بڑی برکت باطن کی بینائی حاصل ہوتی ہے

آج اسی کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں بینائی دو قسم کی ہوتی ہے ۔۱۔ ظاہری بینائی جو ان ظاہری آنکھوں میں ہے ۲۔ باطن کی بینائی۔ ظاہری بینائی کو بصارت اور باطن کی بینائی کو بصیرت کہتے ہیں۔ باطن کی بینائی کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں :- فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ (سورہ الحج ۔ رکوع ۶ پ ۱۷) ۔ ترجمہ :- پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ دِل جو سینوں میں ہیں ۔ اندھے ہو جاتے ہیں ۔

اللہ ھُو کے پاک نام کی برکت سے باطن کی بینائی حاصل ہو جاتی ہے ۔ بشرطیکہ سکھانے والا کامل ہو اور سیکھنے والا صادق ہو ۔ طالب صادق کے متعلق ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ کامل کے قلب سے اس کا عقیدت ادب اور اطاعت کی تین تاروں سے تعلق ہو اور ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہ آنے پائے ۔ اگر ایک تار بھی کٹ جائے تو طالب مارا جاتا ہے ۔ جب کامل اللہ ھُو کا پاک نام سکھاتا ہے تو باطن کی بینائی حاصل ہو جاتی ہے ۔ اگر یہ بینائی نہ ہو تو اس کا اثر کیا ہوتا ہے ؟ جس طرح ان آنکھوں کا اندھا نہ اپنے رنگ کو دیکھتا ہے نہ اپنی مملوکہ اشیاء کے رنگ کو دیکھتا ہے کہ اس کے کپڑے اُجلے ہیں یا میلے اور نہ وہ اپنے احباب و متعلقین کے رنگ کو پہچانتا ہے ۔ اسی طرح اگر باطن کی بینائی نہ ہو تو انسان نہ اپنے آپ کو پہچانتا ہے کہ میرے اندر نور رضائے الٰہی ہے یا نہیں ۔ نہ اپنی مملوکہ اشیاء کو پہچانتا ہے کہ حلال ہیں یا حرام ۔ اور نہ اپنے احباب اور متعلقین کو پہچان سکتا ہے کہ میرے متعلق مخلص ہیں یا منافق ۔ باطن کی بینائی حاصل ہو جائے تو انسان اپنے آپ کو پہچانتا ہے ۔ اگر حرام چیز کھائے گا ۔ تو ذکر الٰہی میں جو لذت اور سرور حاصل ہوتا تھا وہ سلب ہو جائے گا ۔ اس کو پتہ لگے گا ۔ کہ اندر شیطان گھس گیا ہے ۔ اگر باطن کی بینائی نہ ہو تو کیک ۔ بسکٹ ۔ پلاؤ ۔ زردہ ۔ قورمہ وغیرہ سب کچھ کھا جائے گا ۔ لیکن پتہ نہ لگے گا کہ یہ چیزیں واقع میں حلال تھیں یا حرام ۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اگر شیخ کامل ہو ۔ اور طالب صادق ہو تو محنت شاقہ ۔ ریاضت شدیدہ اور مدت مدیدہ کے بعد باطن کی بینائی حاصل ہو جاتی ہے پھر پتہ لگتا ہے کہ حلال کھایا ہے یا حرام ۔ اللہ تعالیٰ کا جو ارشاد میں نے پیش کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل کی بھی بینائی ہے ۔ یہ بینائی حاصل ہو جائے تو انسان کو پتہ لگتا ہے کہ میں کیا ہوں ۔ میرے اندر حلال گیا ہے یا حرام اور میرے سامنے جو شخص بیٹھا ہے ۔ وہ مخلص ہے یا منافق ۔ لیکن باطن کا بینا آج کل ایک لاکھ کی تعداد میں ایک بھی نہیں ملتا ۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ آپ کہتے ہیں بینا سارے ۔ اندھا کوئی ۔ میں کہتا ہوں اندھے سارے بینا کوئی ۔ لاہور کی آبادی ۱۴ لاکھ ہے ۔ اگر ایک لاکھ میں ایک باطن کا بینا ہوتا تو لاہور میں ۱۴ تو ہونے چاہیئے تھے ۔ اگر ۱۴ ہوتے تو نہ شرک رہتا ۔ نہ کفر رہتا ۔ آج کل مخلوق کی حالت ایسی ہے ۔ جیسے ایک اندھے کو آگے لگا کر پیچھے اندھوں کی ایک قطار چلا دی جائے ۔ وہ سب کو جا کر کسی گڑھے یا کنوئیں میں گرا دے گا ۔ اور منزل مقصود تک نہیں پہنچائیگا ملتانی زبان میں کہتے ہیں ۔ اندھا اندھی رلیا ہکو جھگا گلیا ۔ (اندھا اور اندھی مل گئے تو سارا گھر برباد ہو گیا) باطن کے بینا کو پتہ لگتا ہے کہ صبح طبیعت میں سکون تھا ۔ مکھن ۔ ٹوسٹ ۔ چائے سے ناشتہ کیا ۔ تو طبیعت پریشان ہو گئی ۔ وہ دیکھیگا کہ ان میں کون سی چیز حرام تھی ۔ اندھے کو پتہ نہیں لگتا ۔

یہاں اندھا رہنے کا نتیجہ کیا نکلے گا ۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ملاحظہ ہو ۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان) (باب الکسب و طلب الحلال ۔ الفصل الاوّل)

ترجمہ ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے ۔ کہا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ حرام (مال) سے پرورش پانے والا گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا ۔ اور حرام (مال) سے پرورش پانے والا ہر گوشت اس قابل ہے کہ دوزخ اس کو اپنے اندر سمیٹے ۔

لاہور میں بمشکل کوئی چیز حلال ملتی ہے ۔ اکثر چیزیں حرام ہوتی ہیں ۔ اس لئے میں جن کو خاص وظیفہ پڑھنے کیلئے بتلایا کرتا ہوں ۔ ان سے کہتا ہوں کہ کم از کم لاہور کا گوشت چھوڑ دو ۔ تمہیں پاخانہ سے اتنی بدبو نہیں آتی ۔ جتنی اللہ تعالےٰ کو حرام مال سے آتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ اتنا نازک مزاج ہے کہ اس کی نزاکت کا ہم اندازہ بھی

نہیں کر سکتے۔ تم پیٹ میں حرام کھاؤ۔ پھر بھی تمہیں اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرما دے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

باطن کا بینا ہو تو انسان عبادت کرتا جائے گا۔ حلال کھائے گا اور حرام سے اپنے آپ کو بچائے گا۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے نجات ہو جائے گی۔

باطن کے بینا کو پتہ لگتا ہے کہ میرے اندر نور ہے یا ظلمت ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ ھُوْ کے پاک نام کی برکت سے یہ نعمت حاصل ہو جاتی ہے۔ جن کو اللہ تعالےٰ یہ نعمت عطا فرما دیتے ہیں۔ وہ اس کے مقابلہ میں بادشاہوں کے جواہرات سے مرصّع تاجوں کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے۔ اے میرے بندے! مجھے یہ نعمت واپس دیدے۔ میں اسکی بجائے تجھے تخت و تاج کا مالک بنا دونگا۔ وہ عرض کرے گا۔ اے اللہ! جو تاج و تخت مانگتے ہیں ان کو دے دیجئے۔ میرے پاس نور باطن کی نعمت ہی رہنے دیجئے۔ ایسے شخص کے سامنے آپ حرام کا پلاؤ۔ زردہ۔ قورمہ اور مرغ مسلّم لا کر رکھ دیں اور اسے کہیں کہ حضور کھائیے۔ وہ کہے گا کہ اُٹھا کر لے جائیے۔ اگر ایک شخص کو پتہ تو لگ جائے کہ دُودھ میں سنکھیا ملا ہُوا ہے۔ آپ اس دودھ کی لاکھ تعریف کریں وہ ہرگز نہیں پیئے گا۔ جن کو اللہ تعالےٰ باطن کی آنکھیں عطا فرماتے ہیں۔ ان کو حرام کھانے کے بعد پتہ لگتا ہے کہ وصال الی اللہ سے بُعد من اللہ ہو گیا۔ ان کو قرب الی اللہ سے جو لذت حاصل ہوتی ہے۔ وہ بادشاہوں کو اپنے سر پر تاج رکھوا کر بھی نصیب نہیں ہوتی۔

لاہور میں باطن کے بینا کتنے ہیں؟ ایک لاکھ میں ایک بھی نہیں۔ تمہارے بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی امراء وزراء اور تاجر سب باطن کے اندھے ہیں۔ چوہٹہ مفتی باقر میں میرے ایک دوست کی گھی کی دوکان تھی۔ بہت عرصہ کے بعد وہ مجھے ایک دن ملے۔ تو میں نے پوچھا۔ آپ کو کبھی دوکان پر نہیں دیکھا کیا بات ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ گاہک کو اصلی اور نقلی گھی کی تمیز نہیں اس لئے میں نے دوکان بند کر دی ہے لاہور ہر فن کے کاملین کا مرکز ہے۔ اس کا یہ حال ہے کہ ایک لاکھ میں ایک بھی باطن کا بینا نہیں۔ اگر ایک لاکھ میں ایک ہوتا تو ۱۴ تو ہوتے۔ پھر نہ یہاں کفر رہتا نہ شرک رہتا۔

انسان یا تو خود بینا ہو یا اگر اندھا ہے تو کسی بینا کے ہاتھ میں لاٹھی دیدے تو منزل مقصود پر صحیح سلامت پہنچ جائے گا۔ ادھر بھی یہی ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ باطن کی بینائی عطا فرمائے۔ اگر باطن کا اندھا ہے۔ تو کسی بینا کے ہاتھ میں ہاتھ دیدے۔ ہر معاملہ میں اس سے پوچھ کر قدم اُٹھائے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو باطن کی بینائی عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

اگر وبا پھیل جائے تو اس سے بہت کم انسان محفوظ رہتے ہیں۔ انفلوانزا کے دنوں میں زکام اور نزلہ سے شاید ہی کوئی بچا ہوگا۔ آج کل شہروں میں حرام خوری کی وبا عام ہے۔ جتنا بڑا شہر ہوگا۔ اتنی ہی حرامخوری زیادہ ہوگی۔ لاہور میں جتنا حرام بکتا ہے شائد ہی کسی دوسرے شہر میں بکتا ہو۔ دیہات میں حرام کم ہوتا ہے۔ دیہاتی گوشت نہیں کھاتے۔ وہ تین روپیہ سیر کا گوشت کھا سکتے ہیں۔ وہ صبح کو لسی سے اور رات کو دودھ سے روٹی کھا لیتے ہیں۔ یہ حقائق ہیں جو میں عرض کر رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو حرام سے بچنے اور حلال کھانے کی توفیق عطا فرمائے اور حلال کی برکت سے ہمیں باطن کی بینائی عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین

گر تو می خواہی مُسلماں زیستن نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن
اُٹھ کہ خورشید کا سامان سفر تازہ کریں نفس سوختۂ شام و سحر تازہ کریں

چند پارۂ دل

اے مسلم خوابیدہ تیری وہ نگاہیں کیا ہوئیں۔ جن سے سینوں میں دل لرزتے تھے۔ آج ان میں وہ مستیٔ کردار ناپید ہے جس نے تجھے مہ و پروین کی امیری بخشی تھی۔ جس نے تیری گفتار کو دلبری عنایت کی تھی۔ جس نے تیرے خیالوں اور مقاصد کو اوج ثریا کی رفعت عطا ۲۴ ۲۴کی تھی۔ جس نے تیرے بازوؤں کو جبروت و سطوت دی تھی۔ تجھے وہ عزم دیا۔ جس سے تو نے چٹیل میدانوں کو ایوان و محل، ویران میدانوں کو آباد و شاداب، دریاؤں کو خشک۔ پہاڑوں کو سطح زمین۔ غلاموں کو آزاد۔ گڈریئے کو صاحب تخت و تاج اور ایک مردہ قوم کو زندہ کر دیا۔

تیرا چہرہ آج بھی تروتازہ ہے۔ لیکن وہ ہیبت و تمکنت، وقار و جلال نہیں۔ تیرا سینہ آج بھی کشادہ و فراخ ہے۔ لیکن تو قلب سلیم و منیب سے محروم۔ تو منطق سے محروم نہیں۔ لیکن وہ گفتار نہیں جس میں دلگیری و دلبری ہو۔ سوز و تپش ہو۔ صداقت و بے باقی ہو۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

تیرا طائر خیال بے بال و پر نہیں ہے۔ لیکن اس کی پرواز سے کرگس کا جہاں آباد۔ مغربی تہذیب نے تیرے انقلابی کردار و افکار کی ذوالفقار کو زنگ آلود کر دیا ہے۔ اس کو بدری کارناموں سے یکسر مایوس کر ڈالا ہے۔ آج تیری جلوتوں میں پاکیزگی نہیں خلوتوں میں کبریائی مفقود ہے۔ تیرا مد و جزر چاند کا محتاج ہے۔

کبھی تیری حالت یہ تھی۔

اللہ کا سو شکر کہ پروانہ نہیں میں
دریوزہ گر آتش بیگانہ نہیں میں

آج تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں تیری فہم سلیم سوئی ہے۔ عمل کا آتش فشاں کوہ خفتہ ہے۔ جبکہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی،
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

آؤ مل کر نعرہ لگائیں "Back To Quran" ہم ایک ہی فلک کے ٹوٹے تارے ہیں۔ پھر اس کی زینت بنیں۔ ہماری ایک ہی منزل ہے غفلت چھوڑ دو۔ جہالت بے فکری کا گہوارہ ہے اور بے فکری راحت و آرام کا بستر کن لوگوں کے واسطے؟ جو مُردوں کی طرح

باقی صفحہ ۱۱ پر

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اما بعد

اسلام میں قربانی کرنا مقصود بالذات ہے قربانی کے دام دینا خلاف سنت ہے

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗـؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳ پ ۲۳)

ترجمہ:۔ اے میرے رب مجھے ایک صالح (لڑکا) عطا کر۔ پس ہم نے اسے ایک لڑکے حلم والے کی خوشخبری دی۔ پھر جب وہ اسکے ہمراہ چلنے پھرنے لگا تو کہا اے بیٹے بیشک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا اے ابا جو حکم آپ کو ہوا ہے کر دیجئے۔ آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا۔ ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچا کر دکھایا۔ بیشک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ البتہ یہ صریح آزمائش ہے اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ان آیات پر حضرت شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں۔ دیکھتے ہیں آٹھویں شب ذی الحجہ کی خواب دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرتا ہوں۔ کل کو فکر میں رہے کہ اسکی تعبیر کیا۔ پھر نویں شب دیکھا ذبح کرتے۔ تو پہچانا کہ ذبح ہی کرنا ہے۔ پھر رہے تدبیر میں پھر دسویں شب دیکھا وہی خواب۔ تب بیٹے پاس کہا انہوں نے شتاب قبول کر لیا۔ ہزار رحمت اس باپ پر اور بیٹے پر (ذبح کرتے وقت بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا) "تا منہ سامنے نظر نہ آوے بیٹے کا کہ محبت جوش کرے۔ کہتے ہیں یہ بات بیٹے نے سکھائی۔ آگے اللہ نے نہیں فرمایا کہ کیا گذرا۔ اس کے دل پر اور فرشتوں پر یعنی (اللہ) ایسے مشکل حکم کر کر آزماتے ہیں۔ پھر ان کو قائم رکھتے ہیں۔ تب درجے بلند دیتے ہیں۔ (وفدینٰہ بذبح عظیم ۝) پر شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی بڑا درجے کا بہشت سے آیا ایک دنبہ۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری چلائی زور سے۔ اللہ کے حکم سے گلا نہ کٹا۔ جبرئیلؑ نے بیٹے کو سرکا دیا۔ آنکھیں کھولیں تو دنبہ ذبح پڑا تھا۔"

میں آپ سے ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ منبر نبی کریمؐ کے منبر کی نقل ہے مسجد دربار الٰہی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے جن بندوں کو اپنے دربار میں بلاتا ہے۔ خطیب کا فرض ہے کہ انکے تعلق باللہ۔ تعلق بالرسولؐ اور تعلق بالمخلوق پر تنقیدی نظر ڈالے اور کتاب و سنت کی روشنی میں انکی رہنمائی کرے۔ تاکہ وہ اپنی اصلاح کر لیں اور اللہ تعالےٰ اور اس کا رسولؐ ان سے راضی ہو جائیں۔ جو کتاب و سنت کا عالم نہیں اس کے لئے منبر پر بیٹھنا گناہ ہے۔ جو خود ڈاکٹر نہ ہو۔ وہ دوسروں کا کیا علاج کرے گا۔

احناف کے نزدیک جمعہ صرف شہر کی جامع مسجد میں ہی ہو سکتا ہے۔ دیہات میں جمعہ نہیں ہو سکتا۔ شہر کے ارد گرد کے ان دیہات کے باشندے شہر میں جمعہ پڑھنے کے لئے آئیں جو رات کو گھر واپس جا سکیں۔

آج کل ایک نیا مسئلہ ہمارے ہاں چھڑا ہوا ہے۔ آج میں کتاب و سنت کے نکتہ نگاہ سے اسی پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ جن لوگوں نے یہ مسئلہ چھیڑا ہوا ہے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ مکہ معظمہ سے باہر عید الضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کی ضرورت نہیں۔ پیسے اکٹھے کر کے مسلمانوں کے کسی کام میں لگا دیئے جائیں۔ یہ لوگ نہ قرآن مجید اور نہ حدیث شریف جانتے ہیں۔ مسلمان عام طور پر جاہل ہیں۔ اور انگریزی دان مذہب سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ مولوی بڑے تنگ خیال ہیں۔ نہ پادری عیسائی نوجوان کو اور نہ پنڈت ہندو نوجوان کو اتنا تنگ کرتا تھا۔ جتنا مولوی ہم کو تنگ کرتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے سوا کسی قوم کے پاس اپنی آسمانی کتاب محفوظ نہیں سوائے اسلام کے۔ اس وقت کوئی مذہب زندہ نہیں سوائے مسلمانوں کے۔ کسی قوم کے پاس پیغمبر کے ارشادات محفوظ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انبیائے سابقین کے کلام میں سے صرف ایک فقرہ محفوظ ہے۔ اور وہ فقرہ یہ ہے۔ اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔ جس کا فارسی میں کسی نے ترجمہ کیا ہے ؎

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

قرآن مجید اس لئے محفوظ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کی حفاظت کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (سورہ رکوع پ)

ترجمہ۔ قرآن مجید دماغوں میں محفوظ ہے۔ دنیا میں سوائے قرآن مجید کے کسی کتاب کے حافظ آپ کو نہ ملیں گے۔ میرا خیال ہے کہ صرف لاہور میں ۱۴ لاکھ کی آبادی میں چار ہزار حافظ قرآن ہوں گے۔ دوسری آسمانی کتابیں اس لئے محفوظ نہ رہ سکیں کہ ان کے مختلف زبانوں میں بلا متن تراجم شائع کئے گئے۔ لاہور کے بعض کتب فروشوں نے بھی اُردو قرآن چھاپنے شروع کئے تھے یاد رکھو۔ اُردو یا انگریزی قرآن جس میں قرآن شریف کی عربی عبارت نہ ہو چھاپنا بھی گناہ ہے اور خریدنا بھی گناہ ہے۔ کیونکہ یہ ترجمہ قرآن مجید کے نام سے موسوم ہوگا۔ حالانکہ یہ ترجمہ قرآن نہیں ہے۔ تراجم تو کئی ہیں اور ان میں اختلاف بھی ہے تو کیا ان تراجم کو قرآن مجید کہنا صحیح ہوگا۔ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالےٰ نے لے رکھا ہے۔ اس لئے ہر جگہ آپ کو یہی قرآن مجید ملے گا۔

قرآن مجید حفظ کرنے

کا شوق اس لئے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن کو پڑھے اور جو چیز اس میں ہے اس پر عمل کرے۔ تو قیامت کے دن اُس کے ماں باپ کو تاج پہنایا جائیگا اور اس تاج کی روشنی دنیا کے آفتاب کی روشنی سے اچھی ہوگی۔ جبکہ یہ فرض کر لیا جائے کہ آفتاب تمہارے گھروں کے اندر روشن ہے۔ پھر تم سمجھ سکتے ہو کہ جب ماں باپ کا یہ مرتبہ ہوگا تو اُس شخص کا کیا درجہ ہوگا۔ جس نے قرآن پر عمل کیا۔ (احمد و ترمذی)

حافظ قرآن کا درجہ

حافظ قرآن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس سے کہا جائیگا کہ قرآن کی ایک ایک آیت پڑھتا جا اور ایک ایک درجہ چڑھتا جا۔ تیرا مقام سب سے آخری آیت پر ہوگا

جو نو پڑھے گا۔

اس کی مثال

دنیا میں بھی ملتی ہے۔ یہاں غریب کا مکان ایک منزلہ ہوتا ہے۔ ذرا خوشحال ہوئے تو ڈیڑھ منزلہ مکان بن گیا۔ جتنے دولتمند ہوتے گئے اتنی ہی زیادہ منزلیں بنتی گئیں۔ لوگ اس لئے اونچے مکان بناتے ہیں کہ ہوا صاف آئیگی۔ امریکہ میں تو سُنا ہے سو منزلہ بھی مکان ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کی حفاظت

علمائے کرام نے کی ہے۔ ہند و پاکستان میں انگریز نے نوّے سال حکومت کی ہے اس کے مقابلہ میں کون آتا رہا ہے؟ اسلام کی تبلیغ کون کرتا رہا ہے؟ یہ سب کام علماء کرام ہی سرانجام دیتے رہے ہیں آسمان پر اللہ تعالیٰ اور زمین پر علماء کرام قرآن مجید اور اسلام کے محافظ ہیں۔ قرآن مجید محفوظ نہیں رہ سکتا۔ جبتک کہ حدیث شریف بھی محفوظ نہ ہو۔ اس لئے قرآن مجید کے ساتھ حدیث شریف بھی محفوظ ہے۔

قربانی کی ابتداء

ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ مِلَّتَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ هُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۵ الآیہ (سورہ الحج رکوع ۱۰ پ۱۷) (ترجمہ۔ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے۔ اُسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا تھا۔) قرآن مجید کے مخاطب اوّل قریش ہیں۔ ہم نمبر۲ پر آتے ہیں۔ قریش پہلی صف میں کھڑے ہوئے ہیں۔ ابراہیمؑ اُن کے جد امجد ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ وہ تمہارا نام مسلمان رکھ گئے ہیں۔ دین کی بُنیادیں وُہی ہیں جو ابراہیم علیہ السلام نے قائم کی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بنیادوں پر تعمیر جدید کی ہے قربانی ابراہیمؑ کے دین میں رائج تھی۔ اس قربانی کا ذکر ان آیات میں آتا ہے جو اوپر آ چکی ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی سنت

یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے اولاد کی دُعا کرتے ہیں تو مطلق اولاد نہیں مانگتے۔ بلکہ نیک اولاد کی درخواست کرتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام بھی صالح اولاد کی دُعا اس طرح کرتے ہیں۔ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۵ (ترجمہ۔ اے میرے رب مجھے ایک صالح (لڑکا) عطا کر) انبیاءؑ کی اسی سنت کی بنا پر میں کہا کرتا ہوں کہ مطلق اولاد کی دُعا نہ کی جائے۔ بلکہ نیک اولاد کی دُعا کی جائے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں نیک اور بد کے خزانے ہیں۔ فرعون اور دجّال اُسی کے پیدا کردہ ہیں۔ اگر نیک اولاد کی دُعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ نیک اولاد عطا فرما دیتے ہیں۔ ابراہیمؑ نے نیک اولاد کی دُعا کی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو شرف قبولیت بخشا۔ اور ایک متحمل مزاج بیٹا عطا فرمایا۔ بیٹے کے حلم کی انتہا ہے کہ گلے پر چھُری پھرنے والی ہے۔ اور انہیں اپنی جان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے۔

مفسّرین حضرات

لکھتے ہیں کہ تین رات مسلسل ابراہیمؑ یہ خواب دیکھتے رہے کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ تیسرے روز بیٹے کو خواب کی اطلاع دی۔ بیٹے نے بلا توقف قبُول کیا۔ کہنے لگے کہ ابّا جان دیر کیا ہے۔ مالک کا جو حکم ہو کر گذریئے۔ انبیاءؑ کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ؟ (میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا) اللہ تعالےٰ کا جو حکم ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیا گیا تھا۔ اس کو باپ اور بیٹا دونوں نے مان لیا۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا (پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا) اسی کا نام اسلام ہے۔ باپ بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے اور بیٹا ذبح ہونے کے لئے تیار ہے۔ وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ (اور اس نے اُسے پیشانی کے بل ڈال دیا) پیشانی کے بل اوندھا اس لئے لٹایا کہ شفقت پدری غلبہ نہ پالے پائے مفسرین حضرات کا بیان ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے والد محترم سے عرض کیا تھا کہ آپ مجھے پیشانی کے بل لٹایئے۔ ایسا نہ ہو کہ شفقت پدری کے باعث اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی تعمیل میں کوتاہی ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ نے بہشت سے ایک دنبہ بھجوا دیا۔ جبرائیلؑ نے اسمٰعیلؑ کو کھسکا لیا اور دُنبہ چھری کے نیچے کر دیا اور وہ ذبح ہو گیا۔

یہ قربانی

ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو قیامت تک قائم رہے گی۔ عرب میں اس وقت سے بیٹوں کی قربانی کی سنّت چلی آ رہی تھی۔ ابراہیمؑ اور حضور انورؐ کے درمیان تقریباً اڑھائی ہزار سال کا فاصلہ ہے۔

حضور انورؐ کے والد محترم عبداللہؓ کو بھی آپ کے دادا عبدالمطلب نے قربانی کے لئے نذر کیا تھا۔ لیکن بعد میں خیال آیا کہ کیوں نہ انکی جگہ اونٹ ذبح کر دیئے جائیں۔ مفسرین حضرات کا بیان ہے کہ اس کے لئے قرعہ ڈالا گیا۔ ۹۹ اونٹوں تک تو قرعہ عبداللہ کے نام نکلتا رہا۔ لیکن ۱۰۰ اونٹوں کا جب نمبر رکھا گیا تو عبداللہ کی بجائے اونٹوں کا نام نکل آیا۔ اس طرح عبدالمطلب نے سو اونٹ ذبح کر دیئے۔ اور اپنے بیٹے کی جان بچا لی۔ حضور انورؐ فرماتے ہیں کہ میں دو ذبیحین کا بیٹا ہوں۔ ۱۔ اسمٰعیل علیہ السلام۔ ۲۔ آپ کے والد محترم عبداللہ۔

قربانی کا گوشت

ان مسکینوں کو دو جنہوں نے سارا سال گوشت نہیں دیکھا۔ وہ جب گوشت کھائیں گے تو اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کریں گے۔ اور تمہیں دُعائیں دیں گے۔ قربانی تین دن تک کرنی جائز ہے ابتداءً میں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنا ممنوع تھا۔ مقصد یہ تھا کہ جو خود کھا سکیں وہ کھائیں۔ باقی مساکین کو دیئے جائیں جب آسودہ حالی زیادہ ہو گئی تو تین دن سے زیادہ رکھنے کی اجازت دے دی گئی۔

دین میں کانٹ چھانٹ

نہ کرو۔ ورنہ مارے جاؤ گے۔ دین رہے گا اور تمہاری جڑیں اُکھڑ جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین قرآن مجید لاء ہے اور احادیث بائیلاز ہیں دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ حدیث نہ رہے گی تو قرآن مجید بھی نہ رہیگا۔ میں حکومت سے بھی کہتا ہوں اگر تمہارے بائیلاز نہ رہے تو لاء بھی نہ رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی قربانی

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنِیْ اِبْنُ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ بَعَثَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلَی الْبُدْنِ فَاَمَرَنِیْ فَقَسَمْتُ لُحُوْمَهَا ثُمَّ اَمَرَنِیْ فَقَسَمْتُ

جَلَالَهَا وَجُلُودَهَا وَ قَالَ سُفْیٰنُ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْکَرِیْمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ یَعْلٰی عَنْ عَلِیٍّ رضؓ قَالَ اَمَرَنِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْمَ عَلَی الْبُدْنِ وَلَا اُعْطِیْ عَلَیْهَا شَیْئًا فِیْ جِزَارَتِهَا

(صحیح البخاری ج ۱ صفحہ ۲۳۲ - مطبع محمدی میرٹھ)

ترجمہ - حضرت علیؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا - مجھے نبی کریمؐ نے بھیجا - پھر میں قربانی کے اونٹوں پر جا کر کھڑا ہوا - پھر آپ نے مجھے حکم دیا - پھر میں نے ان کے گوشت کو تقسیم کیا - پھر آپؐ نے مجھے حکم دیا - پھر میں نے اُن کی جُھلوں کو تقسیم کیا اور اُن کی کھالوں کو تقسیم کیا اور سفیان نے کہا - مجھے عبدالکریم نے حدیث بیان کی - انہوں نے مجاہد سے حدیث بیان کی - انہوں نے عبدالرحمٰن ابن لیعلٰی سے انہوں نے علیؓ سے - انہوں نے کہا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس بات کا کہ میں قربانی کے اونٹوں پر جا کر کھڑا ہو جاؤں اور انکی قربانی کرنے والے کو ان میں سے کوئی چیز نہ دوں -

حاشیہ - قولہٗ فَقُمْتُ عَلَی الْبُدْنِ هِیَ الَّتِیْ اَرْصَدَهَا لِلْهَدْیِ وَفِی الرِّوَایَةِ الْاُخْرٰی اَقُوْمُ عَلَی الْبُدْنِ اَیْ عِنْدَ نَحْرِهَا لِلْاِحْتِیَاطِ بِهَا وَکَانَتْ مِائَةً وَ عِنْدَ مُسْلِمٍ فِیْ حَدِیْثِ جَابِرٍ رضؓ الطَّوِیْلِ ثُمَّ انْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثَةً وَ سِتِّیْنَ بَدَنَةً ثُمَّ اَعْطٰی عَلِیًّا رضؓ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَاَشْرَکَهٗ فِیْ هَدْیِهٖ الحدیث (۱۲اع فس) (حوالہ مذکور)

حاشیہ :- قولہ کنت علی البدن

یہ وہی قربانی کے جانور تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے لئے بہم پہنچایا تھا اور دوسری روایت میں ہے - کہ قربانی پر جا کر کھڑا ہو جاؤں - یعنی ان کے ذبح ہونے کے وقت احتیاط کی جائے اور وہ قربانی کے اونٹ سنو تھے - اور مسلم کے ہاں حضرت جابرؓ کی لمبی حدیث میں (یہ لفظ ہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربان گاہ کی طرف تشریف لے گئے - پھر آپ نے ترسیٹھ ۶۳ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کئے - پھر آپ نے چھری علیؓ کو دی پھر باقی انہوں نے ذبح کئے اور آپ نے اپنی قربانی میں ان کو شریک کیا -

قولہٗ تعالیٰ وفدیناہ بذبح عظیم

وَقَالَ الْجُمْهُوْرُ کَبْشٌ اَبْیَضُ اَقْرَنُ اَقْنٰی وَوَصَفَ بِالْعِظَمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لِاَنَّهٗ مُتَقَبَّلٌ یَقِیْنًا وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عُبَیْدٍ لِاَنَّهٗ جَرَتِ السُّنَّةُ بِهٖ وَصَارَ دِیْنًا بَاقِیًا اِلٰی آخِرِ الدَّهْرِ

(تفسیر البحر المحیط لابی حیان ج ۷ صفحہ ۳۷۱)

ترجمہ - اور جمہور نے کہا ہے کہ دُنبہ سفید رنگ کا بہت بڑے سینگوں والا اور بڑا موٹا تھا - اور مجاہد نے کہا ہے - چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یقیناً قبول شدہ تھا - اور عمرو ابن عبیدہ نے کہا ہے - چونکہ سُنت اسی پر جاری ہوئی ہے اور یہ دین دُنیا کے باقی رہنے تک رہیگا -

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنو اونٹ ذبح فرمائے - ۶۳ اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے اور باقی ۳۷ کے ذبح کرنے کے لئے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ میری طرف سے ذبح کریں سنو اونٹوں کی قیمت کتنی ہو گی؟ اگر قیمت دینے سے قربانی کا مقصد پورا ہو جاتا تو آپؐ سنو اونٹ ذبح نہ فرماتے - آپ تو کہیں گے کہ وقت اور پیسے ضائع کئے - لیکن آپ کو کیا معلوم کہ ذبح ہونے اور قربانی کے جذبہ ہی سے اسلام زندہ ہے پیسے دینے سے یہ جذبہ نہ رہے گا - اس جذبہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مرا - اور اس نے جہاد نہ کیا اور جہاد کا خیال بھی کبھی دل میں نہ لایا - اس کی موت ایک قسم کے نفاق پر ہوگی قربانی کا جذبہ آج تک زندہ رہا ہے اور قیامت تک رہے گا -

قربانی میں

یہ حکمت ہے کہ مسلمان باطل سے ٹکر لگائے گا - اسی قربانی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان ذبح ہونا بھی جانتا ہے اور ذبح کرنا بھی جانتا ہے - یاغستانی قبائل کو انگریز اسی لئے فتح نہ کر سکا - کہ ان کے اندر قربانی کا جذبہ ہے - قبائلی پٹھانوں میں دو خوبیاں ہیں ۱ - نماز نہیں چھوڑتا ۲ - جہاد کے لئے تیار رہتا ہے - جو میدان جنگ میں مرنے کے لئے جاتا ہے - وہ سنو دشمنوں پر بھی بھاری

ہوتا ہے - ایک صحابیؓ کھجوریں کھا رہے تھے - کہ جہاد کا اعلان ہو گیا - انھوں نے یہ کہہ کر کھجوریں پھینک دیں کہ جنت میں ہی جا کر کھائیں گے -

صحابہ کرامؓ کے اندر قربانی کا جذبہ ہی تو تھا - جس نے قیصر اور کسریٰ کی سلطنتوں کو ان کے قدموں میں لا کر ڈال دیا - شاہنامہ کا مصنف فردوسی اس کے متعلق لکھتا ہے -

ز شیر شتر خوردن و سوسمار
عرب را بجائے رسید است کار
کہ تخت کیاں را کنند آرزو
تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

(ترجمہ - اونٹ کا دودھ پی کر اور گوہ کھا کر عرب یہاں تک بڑھ گئے ہیں کہ وہ کیان (ایران کے بادشاہ کا لقب) کے تخت کی خواہش کرنے لگے ہیں - تُف ہے تجھ پر اے آسمان)

حکومت پاکستان

سے کہتا ہوں - کہ اگر آپ اسلامی قانون کو اپنا لیں اور ہماری نسلیں اس کی پابند رہیں تو انشاءاللہ تعالیٰ قیامت تک پاکستان زندہ تابندہ درخشندہ رہے گا - علمائے کرام عوام کے اندر یہی جذبہ بھرتے ہیں - انگریزی دانوں کے متعلق تو اکبرالہ آبادی مرحوم یہ فرما گئے ہیں -

انہوں نے دین کب سیکھا ہے جا کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

انگریزی دانوں کے خیالات یہ ہیں جو میں عرض کر چکا ہوں - اور ہمارے جذبات یہ ہیں اگر ہم اسلامی قانون کو اپنا لیں اور ہماری فوجیں بھارت کی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے واہگہ پر جائیں گی - تو ہم ان کے لئے دُعائیں کریں گے -

بجرم عشق توام مے کشند غوغائے ست
تو نیز بر سر بام آ چہ خوش تماشائے ست

ترجمہ - (تیرے عشق کے جرم میں ہمیں وہ قتل کرتے ہیں اور شور برپا ہے تو بھی چھت پر آ کر دیکھ کہ کیا ہی اچھا تماشہ ہے)

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ (سورہ محمدؐ ع ۱ - پ - ۲۶ - (ترجمہ) - اگر تم اللہ

کی مدد کروگے۔ وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا) اس وقت تم نہیں دیکھ سکوگے۔ لیکن دیکھنے والے دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح ہماری امداد کیلئے ملائکہ عظام کا لشکر بھجواتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں اسلام کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ چند پارۂ دل صفحہ ۱۲ سے آگے

پیدا ہوتے ہیں اور جمادات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں"۔

غفلت افسوں نارسائی ماست
وست خوابیدگاں بزیر سراست

جرس کارواں نغمہ خواں ہے۔ ایک "قافلہ" (مجلس ذکر) سوئے حجاز رواں ہے آؤ اس میں شامل ہوں۔ خود بھی آؤ۔ ہمنواؤں اور ہمصفیروں کو بھی لاؤ!

اے جوانو! اپنا شیرازہ منتشر نہ ہونے دو۔ اپنے مرکز کو پہچانو! جواں امنگیں، جواں قوت اور جواں کردار لئے اسکی طرف بڑھو

گرم فغاں ہے جرس اٹھ کہ گیا قافلہ
وائے وہ راہرو کہ ہے منتظر راحلہ

قوم مسلم کی اس کاہلی کی طرف اقبال نے یوں اشارہ کیا ہے۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
اپنی شب تاریک سحر کر نہ سکا

یا رب از جنس ما چہ خیر آید
تو کرم کن کہ ربِّ اربابی

"فقط خدام الدین"

ہمارے دم سے ہے کونین میں خرد کی بو
چراغ قلب و نظر ہیں نہ بجھ سکیں گے ہم

ثناء اللہ خالد سلانوالی

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

یہ ناممکن ہے کہ پولیس اور کسٹم کے افسروں کو اس کی سرگرمیوں کا علم نہ ہو۔

ہماری نئی حکومت نے سرکاری ملازمین کے اعمال کی جانچ پڑتال شروع کر رکھی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان ملازمین کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے۔

از محمد شفیع عمر الدین بھٹہ

ذکر الٰہی

قسط دوم

۴۔ گائے ذبح کرنے میں ٹال مٹول

فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

(البقرہ آیت ۷۲)

ترجمہ۔ پھر انہوں نے اسے ذبح کر دیا اور وہ کرنے والے تو نہیں تھے۔

یعنی بے فائدہ سوالات پوچھتے رہے۔ ذبح کے حکم کو ٹالتے رہے۔ آخر بڑی مشکل سے ارشاد باری تعالٰی کی تعمیل کی۔

حاصل یہ نکلا۔ ایک مسلمان کو چاہیئے کہ جانی اور مالی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہے ؎

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

(اقبالؒ)

۵۔ کلام الٰہی میں تحریف

وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

(البقرہ آیت ۷۵)

ترجمہ۔ حالانکہ ان میں ایک ایسا گروہ گزرا ہے۔ جو اللہ کا کلام سنتا تھا۔ پھر اسے سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر بدل ڈالتا تھا۔

حاشیہ حضرت شیخ الہند محمود الحسن صاحبؒ

"فریق" سے مراد وہ لوگ ہیں جو کوہ طور پر حضرت موسٰی علیہ السلام کے ساتھ کلام الٰہی سننے گئے تھے" انہوں نے وہاں سے آکر یہ تحریف کی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ تمام کلام کے آخر میں ہم نے یہ بھی سنا کہ ذکر سکو تو ان احکام کو کر لینا۔ ورنہ ان کے ترک کا بھی تم کو اختیار ہے)

اور بعض نے فرمایا۔ کلام الٰہی سے مراد توریت ہے اور تحریف سے مراد یہ ہے کہ (اس کی آیات میں تحریف لفظی و معنوی کرتے تھے) کبھی آپ کی نعت کو بدل ڈالا۔ کبھی آیت رجم کو اڑا دیا۔ وغیرہ

حاصل یہ نکلا کہ ہمیں قرآن مجید کے احکام کے ساتھ اس طرح کی گستاخی کا مرتکب نہ ہونا چاہیئے۔ محقق علمائے کرام نے اہل سنت والجماعت کے عقائد کے مواقف قرآن مجید کی جو تفسیر صحیح احادیث اور آثار کی روشنی میں بیان فرمائی ہے ـ وہ ہمارے لئے قابل عمل ہے ـ جو اس مسلک کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرے اس کے بارے میں حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی کی مندرجہ ذیل نصیحت پر عمل کریں۔ آپ فرماتے ہیں:

"کتاب تیسیر الرحمٰن جو آپ نے ارسال کی تھی۔ اس کا مطالعہ بعض مقامات سے کر کے واپس کی جاتی ہے

میرے عزیز اس کتاب کا مصنف فلاسفہ۔ مذہب کی طرف بڑا مائل ہے۔ بہت ممکن ہے کہ وہ حکماء کو انبیاء علیہم السلام کا ہم پلہ بنا دے۔

سورۃ ھود میں نظر سے گزرا کہ طرز بیان حکماء کا سا ہے جو انبیاء ؑ کے طریقہ کے برخلاف ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اور حکماء کے قول کو مساوی درجہ دے رکھا ہے اور آیت کریمہ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ (یہ وہی ہیں۔ جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں) کے بارے کہا ہے کہ "نار" سے مراد باتفاق انبیاء و حکما نار حسی اور نار عقلی ہیں۔ (مفسر کا یہ قول قابل قبول نہیں۔) جس مسئلہ میں حضرات انبیاء علیہم السلام متفق ہوں۔ اس مسئلہ میں حکماء کے قول کی کہاں گنجائش ہے اور آخرت کے عذاب کے بارے میں حکماء کے قول (کہ نار سے مراد نار عقلی ہے) کا بالکل اعتبار نہیں اور خاص طور پر جبکہ وہ انبیاء علیہم السلام کے قول کے برخلاف ہو فلاسفر جو عذاب عقلی کو ثابت کرتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد عذاب حسی کا انکار ہے۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ عذاب حسی پر سب انبیاء علیہم السلام متفق ہیں۔

نیز دوسرے مقامات پر بھی قرآن کریم آیات کا بیان حکماء کے مذاق کے مطابق کرتا ہے۔ حالانکہ یہ باتیں انبیاء علیہم السلام کے مذہب کے برخلاف ہیں۔

اس کتاب کا مطالعہ باطنی بلکہ ظاہری مضرتوں سے خالی نہیں۔ اس حقیقت کا اظہار فرض جان کر ان چند باتوں کی آپ کو زحمت دی گئی۔ والسلام

(مکتوب ۱۰۱ دفتر سوم)

۶۔ عوام کو خوش کرنے کی غرض سے غلط بیانی کرنا۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۝

(البقرہ آیت ۷۹)

ترجمہ۔ سو افسوس ہے اُن لوگوں پر جو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس سے کچھ روپیہ کمائیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں

"یہ وہ لوگ ہیں جو عوام کو انکی خوشی کے موافق باتیں جوڑ کر لکھ دیتے ہیں۔ اور نسبت کرتے ہیں۔ خدا سے یا رسول سے۔"

حاصل یہ نکلا کہ ہمارے علماء کرام کو دین کے بارے میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ بلا تحقیق کوئی مسئلہ بیان نہ فرما دینا چاہیئے۔

باقی جن حضرات کو دین کی واقفیت کم ہے۔ انہیں بلا تحقیق غلط فتوے صادر کرنے سے اعراض کرنا چاہیئے۔ اور دوسروں کو گمراہ نہ کرنا چاہیئے۔

۷۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پامال کیا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ قف وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۸۴)

ترجمہ۔ جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں سے اچھا سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھی بات کہنا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا۔ پھر سوائے چند آدمیوں کے تم میں سے سب منہ پھیر کر مڑ گئے۔ حاصل یہ نکلا کہ حقوق اللہ کا بڑا خیال رکھنا چاہیئے اور شرک سے بچنا چاہیئے۔

حقوق العباد۔ کے اخلاقی کوڈ کو اپنانا چاہیئے۔

(۱) ماں باپ (۲) رشتہ داروں (۳) یتیموں۔ (۴) محتاجوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیئے۔ (۵) لوگوں کو اچھی بات کہنا چاہیئے۔ (۶) نماز قائم کرنا چاہیئے۔ (۷) زکوٰۃ دیتے رہنا چاہیئے۔

اگر ہم با اخلاق ہو جائیں تو ہر قسم کے ظلم اور تعدی کا یک لخت خاتمہ ہو جائے گا۔ اور زندگی پُر سکون اور اطمینان طریقہ سے گزرے گی۔

۸۔ خون ریزی اور جلا وطنی کرنا۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْکُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ (البقرہ ۸۵)

ترجمہ۔ پھر تم ہی وہ ہو کہ اپنے لوگوں کو قتل کرتے ہو اور ایک جماعت کو اپنے میں سے ان کے گھروں سے نکال دیتے ہو۔

حاصل یہ نکلا کہ ہمیں قتل اور خونریزی سے بچنا چاہیئے۔ اپنے بھائیوں کو ناحق ستا کر بے خانماں نہ کرنا چاہیئے کہ وہ پریشان ہو کر ادھر ادھر بھاگتے پھریں انہیں بسانا چاہیئے اجاڑنا نہیں چاہیئے۔

۹۔ سود لینا۔ لوگوں کے مال ناحق کھانا

وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَکْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ (النساء آیت ۱۶۱)

ترجمہ۔ اور ان کے سود لینے کے سبب سے۔ حالانکہ اس سے منع کئے گئے تھے۔ اور اس سبب سے کہ لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے۔

حاصل یہ نکلا کہ ہمیں چاہیئے کہ سود کے قریب نہ جائیں اور لوگوں کے مال میں بے جا تصرف نہ کریں۔ لفظ "باطل" میں سب ناجائز طریقے سے لوگوں کا مال خورد و برد کرنے کے آ گئے۔ مثلاً رشوت۔ چوری۔ ڈکیتی۔ بیوپار میں ٹھگی وغیرہ۔

۱۰۔ قانون قصاص میں پاس خاطری کرنا

وَ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور جو کوئی اس کے موافق حکم نہ کرے جو اللہ نے اتارا سو وہی ظالم ہیں۔

زخموں کے بدلے کا حکم صادر فرما کر مذکورہ بالا بیان فرمایا۔

حضرات مفسرین فرماتے ہیں۔ یہود نے احکام کی خلاف ورزی کی۔ مساوات کو جو قانون کی روح ہے کچل دیا۔ معزز اور قوی کو پوری دیت اور کمزوروں کو دیتے۔

حاصل یہ نکلا کہ ہمیں فیصلے احکام الٰہی کے مطابق کرنے چاہئیں اور انصاف کا جہانتک تعلق ہے ادنےٰ اور اعلےٰ اور اپنے پرائے میں کوئی تمیز نہ ہونی چاہیئے قانون کی نظر میں سب مساوی ہیں۔

۱۱۔ دین کے احکام پر ہنسنا

وَ اِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا (المائدہ آیت ۵۸)

ترجمہ۔ اور جب تم نماز کیلئے پکارتے ہو تو وہ لوگ اسکے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں

یعنی بے عقلوں نے اذان کو ہنسی مخول کا ذریعہ بنا لیا۔

حاصل یہ نکلا کہ ہمیں دین کے کسی شعار کو کھیل و تماشہ نہ بنانا چاہیئے۔ جس مجلس میں دین کی باتوں کی عملی یا قولی توہین ہوتی ہو۔ اس مجلس سے اٹھ کر چلے جانا چاہیئے۔

باقی باقی

بقیہ صفحہ ۱۹ سے آگے:۔ دل کا استغنا

دس ہزار درہم کی وجہ سے میرا نام فقراء کے دفتر سے کٹ جائے۔ خدا کی قسم میں اس کو ہرگز گوارا نہیں کرتا۔

ان کا یہ بھی ارشاد ہے کہ دنیادار دنیا میں راحت تلاش کرتے ہیں۔ اس وجہ سے دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں (بھلا دنیا میں راحت کہاں) اگر ان لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ بادشاہت ہمارے پاس ہے۔ تو یہ لوگ تلواروں سے ہم سے لڑنے لگیں ۝

دل کی آزادی۔ شہنشاہی۔ شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

حضرت عبداللہ بن مبارک رضؓ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کون لوگ ہیں۔ فرمایا علماء۔ اس نے پوچھا۔ کہ بادشاہ کون لوگ ہیں۔

فرمایا زاہد لوگ۔ (دنیا سے بے رغبتی کرنے والے) اس نے پوچھا۔ بے وقوف احمق کون لوگ ہیں۔ فرمایا جو دین کے ذریعہ سے دنیا کماتے ہیں۔

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ زاہد لوگ آخرت کے بادشاہ ہیں۔ اور وہ فقراء عارفین ہیں۔

حضرت شیخ ابو مدینؒ فرماتے ہیں کہ بادشاہت دو طرح کی ہوتی ہے ایک شہروں کی۔ دوسری دلوں کی حقیقی بادشاہ زاہد ہی ہوتے ہیں۔ (جو دلوں کے بادشاہ ہوتے ہیں)

ایک جماعت کا مذہب جن میں امام شافعیؒ بھی ہیں یہ ہے کہ اگر کوئی شخص وصیت کرکے مر جائے کہ میرے مال سے اتنا مال ایسے لوگوں کو دے دیا جائے جو سب سے زیادہ سمجھ دار ہوں۔ تو وہ مال وصیت کا زاہدوں کو دیا جائیگا (اس لئے کہ حقیقی سمجھ دار وہی ہیں (روض)

بچوں کا صفحہ

دِل کا استغناء

کمال الدین [illegible]
لاہور کارپوریشن

حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں ایک شخص نے پانچ سو درہم پیش کئے اور عرض کیا کہ یہ اپنے خدام پر تقسیم فرما دیں۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس ان کے علاوہ اور بھی کچھ ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ حضرت میرے پاس بہت سے دینار (اشرفیاں) ہیں۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ ان میں اور اضافہ ہو جائے یا نہیں چاہتے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ خواہش تو ضرور ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر تو تم ہم سے زیادہ محتاج ہو۔ (اس لئے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے۔ ہم اس پر اضافہ نہیں چاہتے) اس لئے یہ تم اپنے ہی پاس رکھو۔ یہ کہہ کر وہ دام واپس کر دیئے قبول نہ فرمائے (روض)

حضرت ابوالدرداءؓ ایک مرتبہ (شاگردوں کے مجمع میں) تشریف رکھتے تھے۔ ان کی بیوی آئیں اور کہنے لگیں کہ تم تو ان کو لئے بیٹھے ہو اور گھر میں آٹے کی ایک چٹکی بھی نہیں ہے۔ وہ فرمانے لگے اری اللہ کی بندی ہمارے سامنے ایک نہایت سخت گھاٹی بڑی دشوار گزار آ رہی ہے۔ اس سے صرف وہی لوگ نجات پا سکیں گے۔ جو بہت ہلکے پھلکے ہوں گے۔ بیوی یہ بات سُن کر راضی خوشی واپس چلی گئیں۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ دنیادار بھی کھاتے ہیں اور ہم بھی کھاتے ہیں۔ وہ بھی کپڑا پہنتے ہیں اور ہم بھی پہنتے ہیں اور ان کے پاس جو ضرورت سے زائد مال ہے وہ اس کو کام میں تو لاتے نہیں صرف دیکھتے ہیں کہ ہاں یہ مال ہے۔ مال کو دیکھ ہم بھی لیتے ہیں۔ (جو دوسروں کے پاس ہوتا ہے۔ لہٰذا دیکھنے میں تو ہم اور وہ برابر ہیں۔ کام میں وہ بھی نہیں لاتے۔ ہم بھی نہیں لاتے) لیکن انکو اپنے مال کا حساب دینا پڑیگا اور ہم حساب سے بری ہیں۔ کہ ہمارے پاس ہے نہیں۔ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ ہمارے بھائی ہمارے ساتھ انصاف کا برتاؤ نہیں کرتے ہم سے محبت تو اللہ کے واسطے کرتے ہیں اور دنیا میں ہم سے الگ الگ رہتے ہیں۔ عنقریب وہ دن آنے والا ہے کہ وہ تو اس کی تمنّا کریں گے کہ کاش وہ ہم جیسے ہوتے اور ہم اس کی تمنّا نہیں کریں گے کہ ہم ان جیسے ہوتے۔ (روض)

ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے لئے دُعا کر دیجئے۔ مجھے اہل و عیال کی کثرت (اور آمدنی کی قلّت) نے بہت مجبور کر رکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تیرے گھر والے تجھ سے یہ کہیں کہ ہمارے پاس نہ آٹا ہے نہ روٹی۔ اُس وقت کی تیری دُعا حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں میرے اس وقت کی دُعا سے زیادہ قابلِ قبول ہے۔ (روض)

حضرت شیخ نے بالکل صحیح فرمایا۔ لوگوں کو آقا سے مانگنے کی قدر نہیں ہے۔ نہ اس کی وقعت قلوب میں ہے اس کریم کے یہاں تڑپ کر مانگنے کی بڑی قدر ہے اور مضطر کی دُعا خصوصیت سے قبول ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ الآیہ (نمل ع ۵)۔ ترجمہ بھلا کون ہے جو بیقرار آدمی کی سنتا ہے۔ جب وہ اس کو پکارتا ہے اور اس کی مصیبت کو دُور کرتا۔ (وہ اللہ تعا ایسی ذات ہے۔ جس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے)

ایک حدیث میں ہے۔ ایک شخص نے حضورؐ سے پوچھا کہ آپ کس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا اس اللہ وحدہٗ کی طرف کہ اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچے پھر تو اس کو پکارے تو وہ تیری مصیبت کو زائل کر دے اور وہ اللہ وحدہٗ کہ اگر تو کہیں راستہ میں سواری کو گُم کر دے۔ پھر اس کو پکارے تو وُہ تیری سواری کو تجھ پر لوٹا دے۔ اور اگر تجھے قحط سے سابقہ پڑے پھر تو اس کو پکارے تو وہ تیرے لئے روزی اُتارے۔

سحیم کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک لڑکی آئی اور اس نے اپنے سردار سے کہا کہ آپ یہاں بیٹھے ہیں آپ کے گھوڑے کو نظر نے کھا لیا وہ گھوڑا حیران سرگردان گھومتا پھر رہا ہے۔ کسی جھاڑ پھونک والے کو ڈھونڈ کر لایئے۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کسی جھاڑنے والے کی ضرورت نہیں۔ اس کے ناک کے داہنے سوراخ میں چار مرتبہ۔ بائیں میں تین مرتبہ یہ دعا پڑھ کر پھونک مارو۔ لا باس اذهب الباس رب الناس اشف انت الشافی لا یکشف الضر الا انت (کوئی خوف کی بات نہیں ہے اے آدمیوں کے رب تو اس کی تکلیف کو زائل کر دے اور اس کو شفا عطا کر دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شخص نقصان کو ہٹانے والا نہیں ہے) وہ سردار گیا۔ اور تھوڑی دیر میں واپس آ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کے کہنے کے موافق کیا۔ وہ بالکل اچھا ہو گیا۔ وہ کھانے بھی لگا اور اس نے پیشاب پاخانہ بھی کیا۔ (دُرِّ منثور)

یہ بات خوب اچھی طرح دل میں جما لینا چاہیئے اور جتنی زیادہ دل میں یہ بات پختہ ہو جائے گی۔ اتنی ہی دین اور دُنیا میں کام آنے والی بات ہے کہ نفع اور نقصان صرف اسی پاک ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کے قبضہ میں ہے۔ اُسی سے اپنی حاجات طلب کرنا چاہیئے۔ اُسی کی طرف ہر مصیبت میں متوجہ ہونا چاہیئے۔ ساری دنیا کے قلوب اسی کے تابع ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم کی خدمت میں ایک شخص نے دس ہزار درہم نذرانہ پیش کیا۔ انہوں نے اس کے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ

باقی صفحہ ۱۸ پر

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ... تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

۶۰۴۷
رجسٹرڈ ایل

مختصر خبریں

——— کراچی ۱۸ مئی۔ عالمی بنک نے نہری پانی کے تنازعہ کے تصفیہ کے لئے جو تازہ ترین منصوبہ پیش کیا ہے۔ پاکستان نے اُسے منظور کر لیا ہے۔

——— کراچی ۱۸ مئی۔ پبلک عہدوں سے نا اہلی کے حکم مجریہ ۱۹۵۹ء کے تحت آج ضروری قواعد نافذ کر دیئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی مرکزی حکومت نے تین کمیٹیاں قائم کی ہیں۔ جو صدر کی ہدایت پر ایسے لوگوں کے خلاف بدعنوانیوں اور رشوت ستانیوں کے الزامات کی تحقیقات کرینگی جو پبلک عہدوں پر فائز ہیں یا رہے ہیں۔ کمیٹیوں میں ایک مرکزی اور دو صوبائی کمیٹیاں ہیں۔

——— کراچی ۱۸ مئی۔ مرکزی حکومت کے شعبہ شماریات نے ملک کے مختلف حصّوں کے بارے میں جو اعداد و شمار فراہم کئے ہیں۔ اُن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گزشتہ حکومتوں کے دَور میں ہر سال ملک کی غذائی پیداوار کا تقریباً دس فیصد ناجائز طور پر دساور کو بھیج دیا جاتا رہا ہے۔

——— لاہور ۱۹ مئی۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق سیٹلمنٹ کے محکمہ نے دعویدار مہاجروں کو کرایہ کے بقایاجات کی نقد ادائیگی سے مستثنےٰ قرار دے دیا ہے۔ اب کرایہ کی رقم ان کے تصدیق شدہ دعاوی سے وضع کر لی جاوے گی۔

——— لاہور۔ ۱۹ مئی۔ با اختیار ذرائع کی اطلاع کے مطابق سمگلنگ کے مکمّل استیصال کے لئے عنقریب تمام صوبے میں انسداد سمگلنگ کی ضلعی اور ڈویژنل کمیٹیاں قائم کر دی جائیں گی۔

——— کراچی ۱۹ مئی۔ ایک اعلان میں کہا گیا ہے۔ ۲۱ مئی سے پاکستان انٹرنیشنل ایرلائن کے سپر کانسٹلیشن طیارے ہفتہ میں دو بار عازمین حج کو لے کر جدہ جانا شروع ہو جائیں گے۔

——— لائلپور ۱۹ مئی۔ با وثوق ذرائع کی اطلاع کے مطابق مرکزی حکومت کی ہدایت پر محکمہ صنعت اور صوبائی خفیہ پولیس کے خاص عملہ نے کپڑے کے بعض مقامی کارخانہ داروں کی بےضابطگیوں کے متعلق تحقیقات شروع کر دی ہے۔

——— جینوا۔ ۱۸ مئی۔ آج وزراء خارجہ کے اجلاس میں روسی وزیر خارجہ نے برلن جرمنی اور یورپی سلامتی کے متعلق مغربی منصوبہ کو باضابطہ طور پر مسترد کر دیا۔

——— واشنگٹن ۱۸ مئی۔ امریکی وزیر انصاف نے کل ایک اعلان میں بتایا کہ روس نے امریکہ میں اپنے جاسوسوں کی سرگرمیاں تیز تر کر دی ہیں۔

——— انقرہ ۱۸ مئی۔ یہاں معاہدہ بغداد میں شامل تین مسلمان ملکوں کے ماہروں کی جو شاندار کانفرنس ہو رہی ہے اس میں کل رات یہ فیصلہ کیا گیا کہ تینوں ممالک کے صدر مقامات برقی مواصلات کے ذریعہ آپس میں ملا دینے کے لئے عملی کام فوراً شروع کر دیا جائے۔

——— لندن ۱۹ مئی۔ ایک اعلان کے مطابق برطانیہ اور امریکہ کے درمیان چاند کے ذریعہ ریڈیائی پیغام رسانی کا سلسلہ قائم ہو گیا ہے۔

——— کیپ ٹاؤن۔ ۱۹ مئی آج جنوبی افریقہ کی پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا گیا۔ جس کے مطابق جنوبی افریقہ کے $\frac{9}{10}$ حصہ کو سفید فام اقوام کا علاقہ قرار دے دیا جائے گا اور سارے ملک کا صرف $\frac{1}{10}$ حصہ (رنگ دار) نسلوں کے لئے وقف رہے گا۔

——— ماسکو۔ ۱۹ مئی۔ ایک اطلاع کے مطابق روس کے ماہرین آثار قدیمہ نے فردوسی کے شاہنامہ کا قلمی نسخہ تلاش کر لیا ہے۔ یہ نسخہ آج سے ایک ہزار سال قبل تحریر کیا گیا تھا۔

——— گنگٹوک (سِکّم) ۱۹ مئی۔ یہاں جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان میں بتایا گیا ہے کہ پناہ گزینوں کے ساتھ بہت سے ایسے تبتی بھی بھارت آ رہے ہیں۔ جو دراصل کمیونسٹ چین کے جاسوس ہیں۔

——— طائف۔ ۱۹ مئی۔ یہاں اعلان کیا گیا ہے کہ اشتراکی چین سے دس ہزار ٹن غلّہ عنقریب یہاں پہنچ جائے گا۔ تاکہ یمن اُسے غذائی قلت کا مقابلہ کرنے کے لئے محفوظ رکھ سکے۔ یہ غلّہ تحفے کے طور پر دیا گیا ہے۔

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا